U76207

Title - FASANA - E - AJAIB MANZOOM.

Creator - Rajab Ali Beg Sarwar.

Publisher - Naami Press (Lucknow).

Date - 1981

Pages - 31

Subject - Urdu Dastan; Urdu Novel.

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U76207

از فضل خداے پاک و سامی | عالم کا جو ہے جہان حامی

اس عہد میں باکمال تزئین | فارغ کا کلام عشق آگین

فسانۂ عجائب منظوم

عشاق کو ہے کمال مرغوب | یہ قصہ بے مثال مرغوب

طبع شد بہ مطبع گرامی | منشی نول کشور نامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار
جس سے ہوئے ظاہر یہ گل و خار

گل رنگ برنگ کو کھلائے
نقشے یہ نئے نئے جمائے

انسان کو پر کی لقا بنایا
قدرت کا طلسم یہ دکھایا

دی ارض و سما کو اوس نے ہستی
ہے خالق ہر بلند و پستی

ہر شے میں وہ آپ ہی سما ہے
پر ذات کہاں خرد رسا ہے

آئینۂ دل میں گر جلا ہو
صورت معنی کی رو نما ہو

دنیا میں وہی ہے اصل مطلب
باقی فانی ہیں اور یہ سب

لیکن ہیں صفات ذات قائم
ذات اس کی ہے بے ثبات قائم

نعت

ہے در یتیم بحر سرمد
ہے ختم انبیا محمد

نازاں ہے زمیں فلک پہ اوس سے
آدم کو شرف ملک پہ اوس سے

ہے مظہر نور ذوالجلالی
ہے شمع سرائے لایزالی

روشن ہے چراغ دین اوس سے
ہے شمع شبستان اوسی سے

دیباچۂ نسخۂ جہان ہے
سردار زمین و آسمان ہے

مناجات

اے خالق خلق بندہ پرور
کر ایک نگاہ فضل مجھ پر

ہوں دام ہوس کا میں گرفتار
شرمندہ و سیہ گنہگار

جز فکر معاش کچھ نہ جانا
ہے ذکر معاد کا بہانا

پر زور ہے کیفیت خود پرستی
کرتا ہوں بہت دراز دستی

خاطی ہوں خطا ہے کام میرا
ہے نامہ سیاہ تمام میرا

پر تیرے کرم سے ہے یہ امید
کر مجھکو بھی سرخرو ہی جاوید

رکھ فضل سے اپنے دو جہاں میں
مجھ ایک ضعیف کو اماں میں

سخن در مدح شاہ

اے خامہ جھکا کے فرق تسلیم
لکھ مدحت شاہ با تعظیم

پایا ہے جو تو نے شاہ عادل
کر مدح سے اوس کی خرم دل

ہے ظل اللہ خلق پرور
ہے خلق پر آپ سایہ گستر

جرأت میں سخا میں عقل میں آج
ہر صاحب تاج کا ہے سرتاج

ہر داد و دہش میں ہیں جب سے مائل
دنیا میں نہ رہا نام سائل

پایا ہے سوال نے جواب اب
گھر ظلم کا بھی ہوا خراب اب

ہر شکر گذار یہ جہان ہے
رعایا بشکر شاد کامران ہے

ہیں اہل قلم سے نامی
ہیں اہل سخن اور خوش کلامی

سبب تالیف

ہے جسکو قلم سے بست سایہ
اکثر جو ہوا سخن کا چرچا
اک دن یہ خیال دل میں آیا
ہو نظم اگر کوئی فسانہ
تب خواہش دل سے کام ناکام
بازار سخن میں لیکر آیا
کیفیت تازہ کر نظارہ
نثر اسکی لکھی سرور نے خوب
پر اہل مذاق کے ہے قابل
ہیں دونوں کی نسبتیں ایکی
پر آیا شفیق کو ہوا شوق
اک صورت نظم کی دکھائی
ہاں اتنا ہوا کہ نیچ گوہر

ہے اوسکا سرا بلند پایہ
فارغ ہے تخلص اس رہی کا
بہرہ جو سخن سے تو نے پایا
مضمون لطیف و عاشقانہ
افسانۂ عشق شاہ بہرام
اپنے در قلب کو دکھایا
شیشے میں بھری ہے یہ دوبارہ
ہے اہل طبیعتوں کے مرغوب
تا فہم سکا ہے اسمیں کب کے دل
شعبدہ اوسی سحر کا ہے یہ بھی
منظوم ہو پیمانہ پر دونی
اور نثر سے شوخی بنائی
خالی کیا میں نے مسلک کر
ساقی نے عشق جوش پر ہے

میر ابھی اگر ہو یار و مساعد
اور نام ہے تو یہ کہ ہو لانا مشہور
نہ سیاہی سے نہیں ہے جوش رہنا
تو تحفۂ بزم دوستان ہے
میں نے کیا نظم فارسی میں
گذرا جو نظر سے یہ فسانہ
خون جگر اسمیں خوب کھایا
وہ نثر نہیں ہے نظم سے کم
اور ذہن نے یہ نقش جو بھرا ہے
ہر چند نہیں تھا مجھکو منظور
اصرار سے اونکے ہو کے مجبور
مضمون سرو بہ سر ہے
ہے سلک میں حسن در شہوار
غافل نہ ہو درد سر ڈر ہے

اقلیم سخن میں ہوں سرفراز
تا فہم بشر کی راہ سے دور
کچھ چاہیے خوب زشت کہنا
تذکرہ سخنوران ہے جو
آیا تھا خیال جو کہ جی میں
خوش آیا کلام عاشقانہ
تب رنگ حنائی پسند آیا
میں کیا ہوں مجھ میں جو نظم ہے تمام
آئینہ عرض دکھا ہے
بیگانہ فکر سے بہت دور
فقرات اوسی کو کر کے مقصود
میرا قلم اس سے بے خبر ہے
دے نقد دل اور لے خریدار

آغاز داستان پیدا ہونا شاہزادہ جان عالم کا اور شادی ہونی ماہ طلعت کے ساتھ اور ایک طوطا خرید کرنا جان عالم کا بازار میں

اے خامہ شروع داستان کر
کہتے ہیں اوسے لوگ فسحت آباد
رہتا شب و روز جشن شاہی
دل میں یہی اوسکے آرزو تھی
یعنی بعنایت الٰہی
دل ہو گئی ساری کاوش غم
پھر تھوڑے عرصہ کے بعد آیا
صورت میں ہوا جوان تھا

افسانۂ عاشقان بیان کر
ہر فرد بشر وہان کا دل شاد
آسودہ رعیت اور سپاہی
ہر دم اسی کی حسب خوشی
پیدا ہوا نہال شاہی
رکھا نام اوسکا جان عالم
مکتب میں شاہ نے بٹھایا
ہر بات میں ہوا وہ ہر دانا

جون میں نئی ہے یہ حکایت
اور حاکم شہر خوش سرانجام
پر لاولدی سے شہ کو تھا غم
بیٹا شہ برس کو سن پہنچا
پیدا ہوا نونہال اقبال
جب تک ہی نکلنے کے ایام
پائی بھی ازل سے عقل کامل
بیاہ اوسکا پیدا ہوا ....

تھی ملک ختن میں اک ولایت
اوسکا فیروز شاہ تھا نام
رہتا وہ ملول اس سے ہر دم
حاصل ہوئی اوسکی جو تمنا
خوشحال ہوا شہ کو سن سال
دی سایۂ عاطفت میں آرام
جلدی اوسکا ہوا کمال دیکھا
.... اوسکو تھی ...

نام اوس مہ کا تھا طلعت
رہتی تھی شب و روز اوس سے صحبت
اک روز وہ نوجوان نوخیز
گذری کی طرف گیا عنان تیز

وہاں راہ میں اک فقیر بڈھا تھا
طوطا لیے ہاتھ میں کھڑا تھا
بلبل سا وہ مرغ سرخ منقار
تھا کنج قفس میں گرم گفتار

سنکر وہ ہمای اوج اقبال
طوطے سے ہوا کمال خوشحال
دینار ہزار وہاں منگا کر
اور سامنے اوس فقیر کے دھر

بولا کہ مجھے بہشت پر سے
تو اسکے عوض میں نقد زر لے
آتے ہوئے یہ سوال لب پر
آشفتہ ہوا وہ نیک محضر

طوطے نے کہا کہ ای کہن سال
غصے سے مگر خرد کو پامال
مجھ جز ضعیف کی یہ قیمت
کس مرتبہ ہے تجھے غنیمت

بہتر ہے یہی مرا کہا مان
دیکھے ہے مجھے انکار کر ارمان
یہ حاکم شہر بیگمان ہے
انکار میں تجھکو بیم جان ہے

کچھ خوف سی کر کہ لالچ سے مجبور
بڈھے کو ہوا یہ امر منظور
خالی کیا ہاتھ مشت پر سے
دامن بھرا اپنا نقد زر سے

شہزادہ قفس وہ گھر میں لایا
رنگ طوطے نے اپنا یوں جمایا
بانو نے سنی جو بولی بانی
خوش ہو دیا اوسکو دانہ پانی

ساقی مجھے عینک لا دے
جام مے لالہ رنگ بھر دے

رنج بخشی طوطے کی ماہ طلعت سے

اے خامہ تیری ہے دو زبانی
ہوجاتی ہے سب کو بدگمانی

کہتا ہوں زبان تھام کر بول
بس وہ در رنج رہتی منہ کھول
طوطے کی ہوئی جو گفتگو بازار
گستاخ ہوا وہ سحر گفتار

رہتا تھا حرم سرا میں دن رات
کہتا تھا اوس سے پیت کی بات
مہ طلعت ایک دن نہائی
اور آئینہ لونڈی آگے لائی

تمثال خیال سے وہ بے عقل
حیران ہوئی اپنی دیکھ کر شکل
حاضر جو قریب لونڈیاں تھیں
بولی انہیں دیکھ کر وہ خود بین

پھولا ہے گل شباب اپنا
ہے اوج پر آفتاب اپنا
گر حسن ہے شہرۂ زمانہ
بس ہم سے سوا ہے حسن یا نہ

ان سب نے کہا کہ ہاں بجا ہے
تو مظہر قدرت خدا ہے
کوئی بھی نہ تا فلک نہ ہوگا
انسان تو کیا ملک نہ ہوگا

دی سب نے جب اس طرح گواہی
طوطے سے تب اوس نے داد چاہی
کچھ تھا وہ کشیدہ خاطر اوس دم
باتوں سے ہوا کچھ اور برہم

خوش آئی نہ اوسکی خود نمائی
بیگانہ وشی سی کر دکھائی
بولا وہ ذہین دریدہ طائر
ہے تو تو غرور سے گران سر

یہاں کنج قفس میں ہوں میں مغموم
کیا حسن کا حال مجھکو معلوم
اس خیرہ سری پہ ہو کے بیزار
خاموش ہوئی وہ خجستہ دیدار

کچھ دیر میں شاہزادہ آیا
محبوب کو دل گرفتہ پایا
پوچھا کہ بتا تو کیا سبب ہے
کیوں چشم ترا خشک لب ہے

پژمردہ ہوا ہے کیوں گل تر
آئی یہ کدھر سے باد صرصر
تھا اسکے بھرا غبار دل میں
غیرت کا چبھا تھا خار دل میں

منہ اوس نے جواب میں کھولا
آخر وہی بخیہ کار بولا
کیا عرض کروں یہ ضبط سے حال
حیرت سے ہے میری عقل پامال

کچھ حسن کا ذکر آج آیا
مجھ زشت مزاج کو نہ بھایا
چپکا رہا میں کلام سنکر
بانو سے جہاں ہوئی مکدر

اس وقت اگر نہ آپ آتے
مردہ مجھے قفس میں پاتے
کہتے یہی سب ملال ہوتا
افسوس کہ مر گیا یہ طوطا

یہ سن ہوا شاہزادہ گویا
اے ماہ لقا تجھے ہوا کیا
گو مرغ ہزار داستان ہو
انسان سے زیادہ خوش بیان ہو

پھر آخر کار تو فقط پر ہے
آئین سخن سے بے خبر ہے
بیفائدہ ہے ملال کرنا
اس امر میں قیل و قال کرنا

شہزادہ ہوا جو یوں سخن سنج / بھڑکی اودھر اور آتش رنج
صاف اسنے کیا سبھی طنز مجھ پر / اب اوڑنے لگا بہت یہ بے پر
وہ شعلہ مزاج جلکے بولی / ٹھہرائے ہو تم تبھی کو سحر لی
یہ کون محل تھا خوشی کا / پوچھو کہ بھید اپنے جی کا
سر پہ ہے جنون سی پارسا قی / شیشے مین پری اوتارا ساقی

ذکر حسن انجمن آرا کا طوطے کی زبانی اور عاشق ہونا جان عالم کا

ہے پردہ کشاے راز خامہ / ہے صاحب اختیار خامہ
جب طول مقال سے بڑھی کد / آشفتہ ہوا وہ مرغ بے حد
منت کرنے سے اوسکے عاقبت کار / بولا کہ ضرور کیا ہے اصرار
نازاں نہ ہو اپنے حسن پر تو / ہین باغ جہان مین لاکھ گلرو
کس کس کا پتا بتاؤں تجھکو / کس کس کی خبر سناؤں تجھکو
اک ملک ہے زنگبار مشہور / نزدیک ہے کچھ بہت نہین دور
ہے شاہ کی اک حسینہ دختر / رخ زرد ہو جس سے مہر انور
رخسار کا قول ہو زنا الشرق / دانتون کی چمک سے منفعل برق
وہ لب کہ گلاب دیکھ جسکو / پانی غیرت کی آگ سے ہو
نازک بدنی سے گل کو ہو خار / نرگس اوسی آنکھ کی ہے بیمار
گیسو وہ جو اوسکے بل دکھائے / سنبل نے ہزار پیچ کھائے
عین نزہت آدمی ہین دیکھے / ایسا آیا ہے حسن مین فرق تجھے
دیکھا کوئی پر نظر نہ آیا / اوس شکل کا دوسرا نہ پایا
یکتا ہوا ابھی وہ در شہوار / سو دل سے ہے اک جہان طلبگار
ہین سات سو اوسکی پیش خدمت / صورت مین ہر ایک ماہ طلعت
گر اوسکو غرور ہو بجا ہے / محبوب ہے نازنین خوشنما ہے
اور سب کی کو یون سبھی ہین محبوب / دی سب کو خدا نے صورت خوب
طوطا جو زبان پہ یہ لایا / شہزادے نے سر وہین جھکایا
اور آتش عشق عقل دشمن / باطن مین ہوئی شرارہ افگن
شہزادہ محل سے باہر آیا / اوس سبز قبا کو سات لایا
نادیدہ بنا حریف مجنون / دم مین ہوا رنگ رخ دگرگون
کی پرسش حال جب بہ تکرار / وہ سحر بیان ہوا خجل بار
سمجھا کہ بجھا چراغ فرہنگ / آئینۂ عقل پر گرا سنگ
تقدیر نے کیا بلا اوٹھائی / یہ آگ جنون کی خوب آئی
کیا تجھکو ضرور یہ بیان تھا / اس ذکر سے کام کیا یہان تھا
ہو خوب جو ہو دن میں جا انگیز / شاید ہوا آتش جنون تیز
بولا یہ سمجھ وہ پر بہانہ / اے زینت مسند شہانہ
کیون ہے خلجان تجکو پیدا / کیون بات مین تو ہوا ہے شیدا
بس ہوش مین آ ذرا سنبھل کر / کیا ہے دیار کون دلبر
کی ہین وہ ہان جو بات کی تیج / سو تو نے سمجھ لیا اوسی سیج
کیا فہم ہے واہ خوب سمجھے / قربان ایسی سمجھ کے صدقے
دیوانہ یہ حرف اوس سے سنکر / بولا کہ بجا ہے طنز مجھ پہ
پر تھا جد وہ امر اضطراری / یہ قول بھی کب ہوا اختیاری
بیکار ہے ہنا عاشق زار / دیوانہ کہین ہوا ہے ہشیار
گر ہے تجھے سرسری کچھ ڈر / ہوگا تجھے شوق آپ رہبر
تو ساکن گوشۂ قفس ہو / مت غمزدگیون کا ہم نفس ہو
ظاہر ہوئے جب جنون کے آثار / ہمدم ہوئے اوسکے سب خبردار
تھی بات ہنسی کی کچ گئی طول / قصہ ہوا شاہ تک بھی منقول
یہ سنکر اوسے تعجب آیا / اوس عاشق زار کو بلایا
تھا جوش محبت جگر بند / سمجھانے لگا وہ مہر پیوند
لے جان پدر یہ بات کیا ہے / باتون کا بھلا ثبات کیا ہے
دل ایسے خیال سے اوٹھالے / سر سے یہ پہاڑ تو گرا دے

آسان نہ سمجھ اسکو غافل
دشوار گذار ہے یہ منزل

ہے عشق بلای جان آدم
برہم زن خان و مان آدم

ہے بادۂ عشق صوفی افگن
ہے اسکے شرار دیدہ دامن

ضبط اسکا نہین ہر ایک کا کام
کرتی ہے یہ سیکڑون کو بدنام

پیر ملل گران جسے پلایا
ہشیار سے بیخبر بنایا

ویران ہوئی اس سے سیکڑون گھر
اس آگ سے داغ ہے دلون پر

یعقوب کو اسنے خون رولایا
فرہاد کو کوہ کن بنایا

شیرین کو الم مین مبتلا ہو
اس سے ہوا تلخ کام خسرو

مجنون ہوا اس سے قیس یکسر
وامق کے لگا جگر مین نشتر

سودای دہن کا تھا جو مائل
رسوا ہوا اسکے ہاتھ سے گل

یون پند و نصیحتین بہت کین
سمجھایا بوجھایا جھڑکیان دین

پر کچھ نہ کیا فسون نے تاثیر
ہرگز نہ چلی کسی کی تدبیر

مجبور ہوئے ندیم شہ سب
ٹھہرا یہی آخر حصول مطلب

تصمیم عزیمت سفر ہو
طوطا دہی خضر راہبر ہو

بہرام وزیرزادۂ شاہ
اس قصد سفر سے ہو کر آگاہ

عازم ہوا وہ بھی ہمرہی کا
پھیلا یہی پھر سبھون مین چرچا

کرنے لگے جب سفر کا سامان
آنے لگے اشک تابدامان

دے ساقیا مجکو آب گلرنگ
مستی مین کرون سفر کا آہنگ

ہے قافلہ روان یہان بن
سرگرم ہے ذکر بوستان مین

سب ساز سفر ہوا جو تیار
وہ خانہ بدوش نو گرفتار

آمادہ سفر ہونا شاہزادہ کا اور طلسم مین پھنسکر رہائی پانا ٭

بہرام کو اپنے ساتھ لایا
رخصت کو پدر کے پاس آیا

شہ نے بھی کہا کہ ای جگربند
منظور نہ تھا مجھے یہ ہرچند

پر اب نہین زور کچھ روا ہے
بسم اللہ اگر تری رضا ہے

رخصت جو پدر سے اوسنے پائی
طوطے کو قفس سے دی رہائی

کچھ روز ہی ہوا کہ وہ دو تن
شبدیز صبا بہ مرغ پرفن

راہی ہوئے منزل طلب کے
جاتی رہے ہوش دیکھ سب کے

کچھ جنگل و شہر سے نہ تھا کام
رہتے وہین جس جگہ ہوئی شام

اک دن تھا مقام اک جگہ پر
وہ دامن کوہ تھا سراسر

سبزہ تھا ہرا بھرا تھا پانی
حاصل ہوئی دل کو تازہ جانی

نکلا پئے سیر اک طرف کو
حیرت نے دیکھا وہان ہرن کو

دیکھا اونکو ٹھکانا کیا وہیان
طوطے نے کہا نہ کر یہ ارمان

کچھ دور یہان سے ایک بن ہے
اوس بن مین ہزارہا ہرن ہے

وہان تو نہین ٹھکانا کل
یہ سحر کا ہے تمام جنگل

صیاد وہین صید انکو مت جان
آزاد وہین قید انکو مت جان

یکبار چلا وہ تو سن پر
پرکان دھرا نہ اوسنے اس پر

دوڑایا اوسی طرف کو گھوڑا
چرتا تھا جدھر ہرن کا جوڑا

دشت سے غزال دونون بھاگے
صیاد کو جاتے آگے آگے

جب دور گئے چھپے نظر سے
شہزادہ رکا وہین خطر سے

تھرایا اکیلا صورت بید
مجبور پھرا وہان سے نومید

گل اور وہان پہ ایک بھولا
راہ اپنے مقام کی وہ بھولا

ہر جا چلا جہان ہوا سا گام
طوطا نہ ملا وہان نہ بہرام

اتنے مین غزال دشت خضرا
راہی ہوا دشت مغربی کا

تاریک ہوا وہ روز روشن
لٹکایا جہان مین شب نے دامن

خوف دد و دام سے اوسی جا
اک گوشۂ عافیت مین بیٹھا

کی رات بسر اوسی جگہ پر
پھرون مین چلا وہ مہر انور

ہنگام ہوا جو دوپہر کا
اک شورہ زمین پر وہ پہونچا

تھا مہر منیر چہرہ افسردہ
سوزش سے ہر ایک ذرہ پرشور

گلخن سا جگر سے جو داغ تمام
گلخن کا اوسی زمین سے ہو کام

وہ دھوپ ہرن ہو جس سے کالا
پیدا ہو طپش سے منہ میں چھالا

کوئی نہ کنواں وہاں نہ تالاب
تھا شعلہ گرم جائے سرد آب

بیزار ہو روح سے ہو کے محجوب
سایہ کی تلاش میں چلا خوب

ایک آیا نظر درخت بارے
ٹھہرا وہیں پر طپش کے مارے

تالاب بھی تھا اوسی جگہ پر
لبریز بھرا ہوا حوض کا سر

وہ در خوش آب تشنہ آب
جب دم گیا قریب تالاب

گردون نے کچھ اور ڈھنگ ڈالا
پانی سے وہیں شرر نکالا

آئینۂ آب میں نظر کر
حیرت میں ہوا وہ پاک منظر

آئی نظر اوسکو ایک ہوش
بیہوش ہوا شتاب [illegible]

دی اوسنے صدا کہ اے طلبگار
آتو بھی یہی ہے منزل یار

کس دھیان میں ہے چلا کہاں ہے
جسکی تلاش وہ یہاں ہے

تالاب سے جب صدا یہ آئی
وہ غرق بحر آشنائی

اوس آب رواں میں ڈوبا وہ
پہنچا تہ آب مثل گوہر

آنکھیں جو کھلیں نہ تھا پانی
پانی سمجھا اوسکو تھا کہ پانی

دریا سے ہوا سراب پیدا
دل میں ہوا اضطراب پیدا

سمجھا کہ پھنسا بلا میں آکر
بے شبہ یہ ہے طلسم کا گھر

زنجیر فسون تھی موج دریا
ہم سمجھے تھے کیا یہاں ہوا کیا

سر پہ یہ فلک نے خاک اوڑائی
طوطے کی نصیحت آگے آئی

پھر وہاں سے چلا جو وہ دل افگار
آگے نظر آیا ایک گلزار

پتھر کا چبوترہ مصفا
اوس باغ کے بیچ میں بنا تھا

محمل کا تنا تھا شامیانہ
آراستہ فرش سب شاہانہ

انبوہ کثیر مہ رخوں کا
ہر چار طرف سے جلوہ فرما

اور صاحب بزم اک حسینہ
حلقے میں ہو جس طرح نگینہ

محفل تھی اگرچہ حوروں کی
پہنچا وہیں پر یہ بے جگر بھی

بولی کوئی دیکھکر پرستار
آئے ہو یہاں کہاں خبردار

آگے نہیں اب قدم بڑھانا
پیچھے پہ ہو فرش پر نہ آنا

وہ غمزدہ بزم عیش سے دور
تھا بادۂ عشق سے جو مسرور

ٹھہرا نہ کسی کے روکنے پر
بیٹھا وہیں فرش پر برابر

پھر کچھ نہ کہا کسی نے زنہار
یہ غیر ہے یا ہے ساتھ کا یار

جادوگری اپنی پر دکھائی
ہر ایک کچھ اور درپے لائی

بولی اوسے شیخ سے میوہ تر
کرنے لگے آکے رقص طائر

حیرت ہوئی شہزادیوں کو اوسکو
پر ضبط کیا کہ پوچھے کچھ ہو

کچھ دیر کے بعد وہ گران سر
بولی کہ کہاں ہے آپ کا گھر

تشریف کہاں سے آپ لائے
کیا کام تھا باغ میں جو آئے

سنتے ہوئے اوسکی درد کی تقریر
بولا وہ اسیر دام تقدیر

ہم جانتے ہیں کہ جانتی ہو
کیوں پوچھتی ہو جو جانتی ہو

وہ خانہ خراب تیرہ اختر
ہنسنے لگی اس سخن کو سنکر

اٹھا کے سبکو کی وہ بزم خالی
منگوائی شراب پرتگالی

حاضر کیا لونڈیوں نے لاکر
مینائے شراب نقل و ساغر

ساقی ہوئی آپ وہ فسون ساز
بھر جام شراب کو بصد ناز

بولی کہ یہ وقت مغتنم جان
پیکے میرے رکھ لے ارمان

صحبت اوسی شان تھی سراسر
اس سے ہوا اور سرگران تر

پر دل شکنی روا نہ رکھی
لی جام ذرا شراب چکھی

یہ دیکھکے اجتناب اوسکا
دل جلکے ہوا کباب اوسکا

منظور تھی اسکو بے حجابی
لے ہاتھ میں ساغر گلابی

دو تین پلائے جام بھرکر
خود بھی ہوئی کیف سے گران سر

مسرور ہو یار کا پکڑا ہاتھ
خلوت میں وہ آن لگی ساتھ

ہاتھوں کو گلے میں کر حمائل
صحبت کی ہوئی وہ شوخ مائل

جب پردۂ شرم بھی اوٹھایا
اور اوسکی طرف سے ہی رخ نہ پایا

بولی وہ کھلکھلا کے ہنسکر
کیا جی میں ہے تیرے اے گل تر

شہپال جو شاہ ساحران ہے — اس سارے نواح کا حکمران ہے
بیٹھی ہون اوسی شہ جہان کی — مختار ہون سارے اس مکان کی

سب سحر کا ہے رواج اسکا — انسان کے لیے ہے خوف کی جا
گو جبر ہے تجھکو دل لگانا — ممکن ہی نہین یہان سے جانا

جب نیکیان اس قدر سنائین — آنکھین تو اوسے لال کر دکھائین
شہزادہ ڈرا کہ نیکون بخت — پیش آئیگی مجھسے بیگمان سخت

بہتر ہے اسی کی پاسداری — کام آئیگی اب فریب کاری
کر بوس و کنار اوسے کیا شاد — دل شاد ہوئی وہ خانہ برباد

مستی سے جو چہکا وہ جو بلبل — غنچے کو نسیم نے کیا گل
پیاسے کو ملا جو آب صافی — قطرہ ہوا کچھ دونون کو کافی

دونون رہین لیے ہوئے ہم آغوش — دل سے غم ہجر تھا فراموش
شب عیش و سرور مین بسر کر — بیدار ہوئی وہ خفتہ اختر

حمام مین آشنا کو لائی — پوشاک نفیس وہان منگائی
اور ہاتھون سے اپنے وہ جفاجو — مہنا کر اوسے لگائی خوشبو

خسخانے مین وہان سے لا بٹھایا — خاصہ منگوایا اور کھلایا
بولی کہ مین صدقے ای دلارام — ہے مجھکو ضرور اس گھڑی کام

دربار مین شہ کے دن مین جاکر — پھر آتی ہون شام کو یہان پر
اب تیری رضا جو مین پاؤن — شہپال کے پاس تک مین جاؤن

آخر در باغ کر مقفل — راہی ہوئی اوس طرف وہ چنچل
تنہا رہا شاہزادہ ناشاد — پھندے مین پھنسا بلا کے آزاد

جب شام کو وقت پھر وہ آئی — محفل اوسی طور سے جمائی
تھا شغل یہی مدام اسکو — کچھ اسکے سوا نہ کام اوسکو

شہزادہ مگر ملول رہتا — بے بس تھا کسی سے کچھ نہ کہتا
اوس شوخ کی تھی نظر جو اس پر — باقی تھی حریف کو نہ کچھ ڈر

گویا ہوئی ایک دن وہ پرفن — اے لالہ عذار رشک گلشن
نقل و مے و جام و بربط و عود — سامان نشاط سب ہے موجود

کیون غنچہ صفت ہے منقبض تو — ہے کس کے سبب سے چین برابرو
غمدیدہ وہ آب دیدہ ہو کر — بولا کہ نہین کچھ اور دلبر

اس گھر مین اکیلے چھوڑ تجھکو — جاتی ہون یہان سے تو ہوا جو
سنسان تمام یہ مکان ہے — تنہائی سے مجکو بیم جان ہے

شاید کوئی تجھسے بہکر آئے — تنہا مجھے دیکھکر ستائے
بن آئی مجھسے کیا پھر اوس دم — یہ بزم سرور ہوگی برہم

محبوب نے کی جو ایسی تقریر — کی بات نے اوسکے دل مین تاثیر
افسردگی اوسکی خوش نہ آئی — صندوق سے ایک نقش لائی

بولی اسے پاس اپنے رکھ تو — کچھ ڈر نہین تجھکو پھر سحر سو
دے کر اوسے نقش وہ فسون گر — راہی ہوئی اپنے باپ کے گھر

آسیب نظر سے جب ہوا دور — مسرور ہوا بہت وہ رنجور
اور دل مین ہوا یقین یہ اسکو — غالب ہے کہ نقش کام کا ہو

کھولا غرض اوسنے خط مختوم — نکلا آدمی ہوا وہ معلوم
اوس نقش پر اوسکے اثر سے — وہ سوختہ جان چھٹا خطر سے

بیخوف چلا وہان سے دلشاد — [illegible] مین رہی وہ خانہ برباد
ساقی مجھے دے سے جام بھر کے — اس وقت خمار مین خبر لے

پہونچنا جان عالم کا ملکہ مہر نگار کے باغ مین اور پھر رخصت ہونا وہان سے

نکلے ہوئے نئے نئے قلم سے — اب ضبط نظارہ کب ہو ہم سے
وہ بادیہ گرد دشت حرمان — طے کرتے ہوئے رہ بیابان

اک موضع دلکشا مین پہونچا — صحرا اسے وسیع و جانفزا تھا
تھی سادی زمین بہشت تزئین — جیون باغ بہار سے ہو رنگین

صحرا نہین بلکہ بوستان تھا — واہان قدرت حق کا امتحان تھا
پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ — گلزار ہو دیکھ کر جسے دنگ

بوباس گگون کی وحشت انگیز
خوبی مین عجب تھے رشک شمشاد
بادل کا اودھر اودھر سے آنا
کہتے تھے پپیہے کہول کرجی
ساقی سحاب نے بصد آب
جھاڑی مین درخت کی سہارے
محبوب کی دل مین یاد آئی
بادل کی گھٹا نے غم بڑھایا
پھر کچھ ہوسے لوگ بھی نمودار
مردانہ لباس رنڈیاں تھین
اور سامنے نیچے دھر اٹھا
اونمین سے اک کسی نے دیکھا
بتون مین وہ کون چاند سا ہے
آئی جو وہان وہ ماہ پارا
جب رک گئین سب اوسی جگہ پر
کہنے لگی ایک ڈرتے ڈرتے
کھٹکا کسی طرح کا نہ پایا
سب لے شکل جہان ہے پری شان
بولی کہ مجھے بھی تک دکھاؤ
جب آنکھ پاوسنے آنکھ ڈالی
ٹھہری نہ نظر نظر ملاتے
نزدیک ہوا درخت سب کو نالا
کانوں مین صدا جو اتنی آئی
گھبراؤ نہین ڈرو نہ زنہار
آتے ہو کہاں سے اے مسافر

اور سبزہ وشت وصحت جنون خیز
دیکھا اونکو نہ آئی سدھ کی یاد
وہ قوس قزح کا رنگ لانا
ہر شاخ پہ بیٹھ کر کے پی پی
مینا ہو فلک سے دی مے ناب
بیٹھا وہ غریب غم کے مارے
آنسو کو بہ سے بھر لائی
بارش نو سحاب کے رولایا
مستانہ روش سے گرم رفتار
حلقے مین سبھوں کی تخت زرین
گویا کہ پڑا تھا عکس جھون کا
وہ تھم رہی نہ کچھ شکل زیبا
سوچ کہین کیا اور پڑا ہے
بولی نہ یہ چاند ہے نہ تارا
بولی وہ پری لقا سمن بر
خوف آتا ہے مجھکو عرض کرتے
اب تک کوئی اجنبی نہ آیا
دیکھی نہین ایسی شکل دلکش
ہے کون کہاں کدھر بتاؤ
تیر نظر نے سنان نکالی
دیکھا نہ کسی نے دل کو جاتے
ہاتھوں ہی پکڑا وسے سنبھالا
ہوش آیا زبان پہ یہ لائی
کھل جائیگا پوچھنے سے اسرار
کس واسطے تم ہو خستہ خاطر

سر سبز درخت لہلہے تھے
برسات کے دن تھے ابر جوشا
کویل کی وہ کوک مور کا شور
سبزان نبات تھے سے آشام
تھا قابل دید بن کا جوبن
اس لطف کی سیر کو نظر کر
جنگل سے ہوا جو خار تھا ل
اک ساعت اوسی وہان جو گذری
نزدیک جو وہ جماعت آئی
اک غیرت آفتاب محشر
تھا تیر و کمان ہاتھ مین یون
حیرت زدہ ہوکر اور سمجھ کر
یا کوئی ملک فلک سے آیا
جنگل ہاں ہین سطرح کی اسرار
سے خیر روکی ہو کس لیے سب
ہر روز کا ہے یہی گذرگاہ
پر آج یہاں خلاف دستور
ایسا ہو خواص سے تنہا یا
ہاتھ ایک نے تب اودھر اوٹھایا
گیسو نے بنا کے دام پیچان
حیرت سے جب آنکھ اوسکی جھپکی
بولی کہ نہ ٹھہرو یہاں خبردار
کیونکر تھی ہو ہمین خوف کیا ہے
تب ایک خواص حکم پاکر
گھبرا لئے ہو کسکی جستجو مین

مرغوں کی صدا کی چہچہے تھے
سبزہ سے زمین تھی پرنیان پوش
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
رکھ پیش نظر حباب کا جام
جو گی نے وہین جمائے آسن
بیچین ہوا وہ ناز پرور
زیادہ ہوئی اوسکی وحشت دل
آواز آئی نقیب کی سی
آنکھ اسنے بھی اوس طرف اوٹھائی
بانازوادا سوار اوس پر
خورشید کی سامنے چمک جیون
کہنے لگی اور سے ٹھٹھک کر
یا جن ہے بشر کا روپ لایا
دیوانی ہے تجھکو کیا سروکار
کچھ منھ سے بتاؤ کیا ہے مطلب
آتے جاتے ہین سب اسی راہ
آیا نظر ایک غیرت حور
اوسکو بھی بڑا تعجب آیا
اونگلی سے وہ ماہ نو دکھایا
پھانسی مین اسکی گردن جان
گھبرا کے خواص ایک لپکی
آگے بڑھیے چلو ہو دار
انسان ہے یہ نہین بلا ہے
کہنے لگی پاس اوسکے جاکر
خود رفتہ ہو کون گل کی بو مین

کس نے تمہیں یہاں بلا میں ڈالا
کیوں داغ بدل ہو مثل لالا

کس بات کا غم ہے تمکو یہ بات
جو کوئی نہیں ہے آپ کے سات

یہ کہتے ہی اوسکے جان عالم
بولا کہ نصیب ہو تبسم

باتوں سے ہے تیرے آشکارا
ٹھیکا نہیں پر سفر دون کا

تم پر بھی مگر پڑا ہے کچھ غم
جو آئیں یہاں سب آج باہم

اوس سے ملی ہی یہ گفتگو جب
کہنے لگے واہ واہ صاحب

کیون ایک کے ساتھ تم ہو بیٹھی
کہنے لگے تلخ ترش رو ہو

گر رکھتے ہو آپ گل سی پیکر
خاکی سے ہو نہ بہت مکدر

خیر اوسکی خطا معاف کیجے
میں پوچھتی ہوں جواب دیجے

وہ سوختہ جان تھا بسکہ دلگیر
بولا کہ ضرور کیا ہے تقریر

ہم سمجھے کہ ہو اسیر زاری
سب آپکی ہیں یہ لونڈی باندی

پھر تم سے کریں کلام کیونکر
تم تخت پر اور ہم زمیں پر

آگاہی اگر ہو تمکو منظور
اس شوکت و شان کو کرو دور

مجھ خاک نشیں کے برابر
بیٹھو یہیں تخت سے اوتر کر

جی چاہا اگر تو کچھ کہیں گے
یا یونہیں خموش پھر رہیں گے

جب اتنی جلی کٹی سنائی
تب تخت سے وہ بھی نیچے آئی

بولی کہ بھلا کچھ اب تو بولو
پردہ رخ مدعا سے کھولو

میرا ہے یہاں غریب خانہ
اور آئے ہو تم مسافرانہ

چلکے وہیں آج شب کو رہیے
کچھ سنیے کچھ آپ اپنی کہیے

جو خشک و تر اوس مقام میں ہے
موجود ہے آپ کا وہ گھر ہے

وہ صاحب محنت و غم و رنج
سنکر یہ سخن ہوا گہر سنج

ہم مثل نسیم رہ سپر ہیں
آوارۂ وادیٔ سفر ہیں

ہے خون جگر غذا ہماری
پانی کے عوض ہے اشک جاری

فرش اپنا یہی ہے خارخارا
تکیہ ہے پتھر کا سہارا

کس طور کسی کا میہمان ہو
جو آپ بلا کا میزبان ہو

جو گردش چرخ سے ہے ناکام
کیا بزم سرور سے اوسے کام

یوں اوسنے ہزار کی دکھائی
سیدھی اوسے ترچھی ہو سنائی

عاشق نے سنی نہ عذر کی بات
بے خوف و خطر پکڑ لیا ہات

اک باغ لطیف تھا وہیں پر
وہاں لے گئی اوسکو وہ سمن بر

دل خوش ہوا دیکھ کے چمن رفتہ
جیوں گل ہو نسیم سے شگفتہ

جنگل ہو جہاں کا رشک گلزار
مت پوچھ وہاں کا حال گلزار

گریز صفت باغ سے

کس منہ سے بیاں ہو وصف گلشن
ہے لال زبان رنگ سوسن

ہو تیز بیان ہزار بلبل
ممکن نہیں وصف غنچہ و گل

مضمون وہ کہاں سے لاؤں
جو سیرو کے وصف میں سناؤں

دشوار ہے ذکر سنبل تر
رہ جاتی ہے عقل پیچ کھا کر

حیرت میں قلم ہو تنگ ظرف
نرگس سی لکھے گر ایک بھی حرف

سیرابیٔ نہر گر بیاں ہو
تر جدول صفحہ بیکراں ہو

ہنگام بیان لطف اشجار
رکھتی ہے زبان خامہ ہر بار

سرسبز ہو کس طرح سے مضمون
مہندی کی صفت سے کیجے گلگون

کیفیت تاک گر بیاں ہو
مستی سے قلم بھی کج رواں ہو

ہو سبزۂ تر کا ذکر کیونکر
بیگانہ خیال ہے سراسر

تاثیر ہوا کی ایسی ہی ہے
بھولے جو قلم عجب نہیں ہے

پر چاہیے کچھ بقدر قدرت
کیوں دل میں رہے یہ خار حسرت

صفت باغ

سبحان اللہ واہ کیا باغ
ہو جس سے دل بہشت پر داغ

تھا فرش زمردیں زمیں پر
پر خندہ چمن نگار چیں پر

ہر ایک روش کی پٹریاں صاف
آئینہ مثال صاف شفاف

بیٹھی یاں آ وا سے خوب و دلکش
ہر ایک روش پر ایک مہوش

ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ
پھل پھول لطیف اور خوشرنگ

موزونی سایہ دار اشجار
ایسی کہ نہ نقطہ گرانبار

نسرین و سمن و گل و شقایق
ایک ایک سے نازکی مین فایق

انگور کی ٹٹیان نرالی
مستانہ جھکی ہر ایک ڈالی

نظارگی چمن تھی نرگس
حیرت زدہ جیون کھڑا ہو بیکس

بیٹھی وہ پری اوسی مین جاکر
اور خواجہ سراؤن کو بلاکر

کرتے ہوئے اوسکے اک اشارا
حاضر ہوئین کتنی ماہ پارا

جو چاہیے شراب کا ضرورت
پیشکش ہے دافع کدورت

ساقی جو ہوئی وہ غیرت حور
دل سے ہوا حرف خیر و شر دور

پایا جو سحر کا بہانہ
ہونے لگا ذکر عاشقانہ

بولی کہ عبث یہ غم ہے اندیش
ممکن نہیں مرہم دل ریش

پھر کہنے لگی کہ اے پریرو
تاکے مری ہی داستان ناگفتہ تو

کچھ دن ہوئے تخت و تاج کو چھوڑ
بیٹھا یہان سلطنت سے منہ موڑ

شادی کو مری ہزار چاہا
انکار ہی مین نے پر نباہا

تھا باغ و بہار سے سروکار
دل مین نہ چبھا تھا ہجر کا خار

اب دل نے مجھے بلا مین ڈالا
خود داغ ہوا برنگ لالا

ہے عاشق زار اوس پری کا
کوئی نہیں جس کے ہمسری کا

دکھلاؤن گی کسکو بیقراری
کیا کام کرے گی آہ و زاری

غیرت سے نہ روسکون گی کھلکر
بس یونہیں مرون گی غم سے گھلکر

کس مرتبہ ہو گی یہ خجالت
کیا شرم سے ہو گی میری حالت

بولا کہ اس قدر جگر خون
مین بندۂ بے زر و درم ہون

اب فکر سے اوسکے دل اوٹھانا
بالکل ہے خلاف عقل دانا

سب لوگ یہی کہین گے باہم
خوب اپنے سے بھرا تھا عشق کا دم

لازم ہے کہ صبر کچھ یون کر
رکھے چشم امید کو خدا پر

تھا جوش مین نشہ جوانی
کرتی تھی چمنوں کی باغبانی

جاری تھی چمنوں مین نہر ہر سو
زیبا لب نہر سرو دلجو

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا
ہر سمت کھلا چمن مین لالا

تھا شیشۂ عطر ہر گل تر
ہو جس سے دماغ جان معطر

مستی سی ہوا مین جھومتی تھی
منہ غنچہ و گل کا چومتی تھی

بارہ دری ایک مختصر سی
اوس باغ کے بیچ مین بنی تھی

فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز
موجود ہو سب سرود کا ساز

جس وقت کہ راگ کا جما رنگ
بولی وہ صنم کہ ای خوش آہنگ

ہے بادۂ ناب قوت روح
کرتی ہے در سرور مفتوح

آغاز پر اب نظر نہ انجام
بے زحمت محتسب چلا جام

ذکر سبب سفر جو آیا
خون عاشق زار نے بہایا

دل جسکو دیا وہ خود ہی بیدل
جز داغ نہین کچھ اوس سے حاصل

تھا صاحب تخت باپ میرا
دنیا سے خدا نے دل جو پھیرا

اب کنج قناعت اور وہ ہے
سجادۂ طاعت اور وہ ہے

اب تک یہ نظر غم جدائی
تجرید ہی مجھکو خوب بھائی

معلوم نہ تھا کہ عشق کیا ہے
یہ راحت دل ہے یا بلا ہے

کیا تجھکو ہو میری پاس خاطر
تو پا بہ رکاب ہے مسافر

ہوگا دم صبح عزم درپیش
ٹوٹے گا جگر مین ہجر کا نیش

گھبرا ہو گا جب کہ ہجر سے دل
تب ہو گا شکیب کس سے حاصل

گر باپ نے ماجرا یہ جانا
گو کچھ نہ کہے گا مین نے مانا

جب آتش غم ہوئی بہت تیز
افسردہ ہوا وہ آتش انگیز

لیکن سبب جسکے گھر کو چھوڑا
سر رشتۂ صبر سب سے توڑا

ثابت قدمی سے ہے بہت دور
جو ترک سفر ہو مجھکو منظور

آرام کو جان کر غنیمت
آخر ہوا تار کہنہ نیت

آئین گے اگر ہے عمر باقی
پھر بزم [illegible] گے ساقی

تقریر سے یار کے ہوئی شاد / دل اوسکا ہوا الم سے آزاد
بولی کہ یہ سن کے اے جفا کوش / گر یاد مری ہو فراموش
کٹ جائینگے یہ فراق کے دن / تسکین دل طپاں ہے ممکن
پر باپ سے ہو مرے کہ ملاقات / خالی نہیں فائدہ سے کلمات
مقبول خدا ہے وہ جو اک مرد / دیگا تجھے کوئی مرہم درد
شہزادہ کسی کو سات لیکر / حاضر ہوا اوسکے آستان پر
زاہد نے دعا جو خیر اوسے دی / سنبھلا لیا پاس بات جی کی
فرمایا کہ اے بلند اقبال / معلوم ہوا فقیر کو حال
گو تو ہے محیط عزت و جاہ / وہ سوختہ جان ہوا اک پرکاہ
تو گل ہے وہ خار ناتوان ہے / تو تازہ بہار وہ خزان ہے
پر خار سے گل کو کیا ہے چارا / دریا کو ہے خس سے کب کنارا
شایان مروت ایسی ہی ہے / اغماض کا یہ محل نہیں ہے
یہ وعدہ اگر وفا کرے گا / تیرا بھی خدا بھلا کرے گا
بستر سے پھر ایک لوح لایا / دیکر اوسے یہ سخن سنایا
ملے تجھے یہ لوح حافظ جان / ہو جائیگی اس سے مشکل آسان
زاہد سے ولی ہے لوح محفوظ / شہزادہ ہوا کمال محظوظ
مشتاق کی پاس اپنے آیا / وہ نقش دعا اوسے دکھایا
رخصت ہو چلا بصد خوشی دل / سمجھا کہ مراد ہوگی حاصل
وہ جب کہ ہوا اودھر روانہ / رونے لگا ہوا وہ پھر بہانہ
دریا ہی ہر اشک سے چناں تھا / ڈوبا ہوا اوس مین جان و تن تھا
سمجھانے لگی ہر ایک اوسکو / کیون کھوتی ہے اپنی جان رو رو
بے صبر نہ ہو شکیب بس ہو تو / آنسو سے نہ اپنے منہ کو دھو تو
ہر چند نہیں ہے ضبط ممکن / سہ لے یہ داغ یار کا دن
رونا نہیں چاہیے بعد غیرت / کر دور دلہی سے اپنے درد فرقت
پھر تجھکو خدا وہ دن دکھاوے / جو گھر میں ترا مسافر آوے
پہنچے ساقیا راح روح پرور / نزدیک ہوا دیار دلبر
منسر ہوا اوس طرف چلون مین / اودھر بلا یہ ناز سے ملون بچن

کیون روکے ہے باگ اے سخنور / گلگون قلم سبک عنان کر
شہزادہ فائیں مہربان ہے / رخصت ہو روان ہو داستان ہے

داخل ہونا جان عالم کا ملک زرنگار میں اور چھڑانا انجمن آرا کو قید ساحر سے

پائیں امید و بیم کا تھا / پھر و قدم نسیم کا تھا
دل آتش شوق میں جلایا / تب کشور زرنگار پایا
طوطی سے نہ تو تھکے جیسے / دکھلائی دیے نگر یمن تیسے
بستی کے قریب جب کہ آیا / جلوہ اوسے نور نے دکھایا
مثل رخ آفتاب تابان / ہو جس سے نگاہ چشم حیران
حیرت میں ہوا کہ یہ کیا ہے / خورشید ہے یا شفق کھلا ہے
یہ آتش طور ہے فروزان / یا ہے یہ کسی کی آہ سوزان
کچھ اور وہاں سے وہ بڑھا جب / دروازہ اوسے نظر پڑا تب
از بسکہ جڑے ہوئے تھے لعل و گوہر / خورشید سا تھا وہی منور
سمجھا کہ یہی ہے باب امید / جو نور ہے آگے جسکے خورشید
کر شکر خدا سے بندہ پرور / اندر گیے چلا وہاں سے بڑھکر
جب شہر پناہ مین وہ آیا / وہاں اوسنے ہجوم فوج پایا
تھا جو حصن حصین قصر تمکین / تو پین بھی فصیل پر چڑھی تھین
ہر ایک طرف سے شور و شر تھا / آمادۂ جنگ ہر بشر تھا
پوچھا کہ یہ ماجرا ہے کیا آج / ہے جنگ کے لیے جو یہ افواج
اس فوج کشی سے کیا ہے منظور / اس شہر کا نام کیا ہے مشہور
کیا نام ہے شاہ کامران کا / ہے کون وزیر مرزبان کا
بیگانہ تھا گو وہ ہر بشر سے / پوچھا تھا وہاں نیا سفر سے

لیکن ہے عزیز جس سب کو
اس نام کو سن وہ خانہ برباد
دیکھی جو عمارتوں کی رفعت
سمجھا کہ نشان بد ہوا ہے
اک خواجہ سرا کسی محل کا
وہ کون سا ظلم ہی تکو ہے
کیوں تختہ سوسنی ہے گلشن
کیا سانحہ پیش ہے بتا دو
مین کیا کہوں تجھسے تو نہ غم
شہزادی حسین اک یہان تھی
ساحر یہان ایک تھا زبردست
اب کچھ نہیں بس کسی کا چلتا
تھی وہ جو گرا زمین کے اوپر
جا شہر سے کیا یہ حال ظاہر
چہرے سے عیان ہے قہر شاہی
آزردہ کیا اگر اوسنے ماتم
وہ شاہ تھا بسکہ غم سے محزون
آشفتگی دل کی جب ہوئی کم
شاہانہ طریق جس طرح ہو
سالار نے کیا گدا جوان بخت
تفصیل کے ساتھ وہ نقوش اقبال
پوچھا کہ یہ کچھ ہوا ہے معلوم
شہ نے کہا وہ پلید مغرور
بولا شہزادہ کچھ نہیں ڈر
تب شہ نے کہا کہ اے خردور

بولا کوئی شخص مہربان ہو
امید وصال سے ہوا شاد
آئی نظر اوسکو حق کی صنعت
کچھ اور ہی ڈھب کا ماجرا ہے
آیا وہین یہ جہان کھڑا تھا
وہ کون الم ہی تکو ہے
کیون نرگس تر ہے گل بدامن
یہ مرثیہ مجھکو بھی سنا دو
پر درد ہی ماجرائے ماتم
وہ حسن مین شہرۂ جہان تھی
اوسکے نے عشق ہی ہوا مست
پر اک سا بھی نہیں ہاتھ ملتا
یہ خواجہ سرا ہوا مکدر
اک آیا کہین سے یہ مسافر
ظاہر ہین نشان کج کلاہی
پھر دامن شاہ پر گیا تھم
اس سے ہوا اور بھی جگر خون
تب ہوش مین آیا جان عالم
اوس نے ادب سے کیا سلام شہ کو
کس شہر کا تو ہی وارث تخت
کہنے لگا شاہ سے یہ احوال
کس سمت کو لگیا ہے وہ شوم
رہتا ہے یہان سے کتنی دور وہ
گر سحر سے ہے وہ آتشین گھر
دل مین یہ خیال خام مت کر

اس شہر کا رنگ ہے نام
تعجیل سے پھر قدم اوٹھایا
پر لوگ یہان کے سیہ پوش
سکتے مین ہیں سوچ منہ کو تکتا
پوچھا اوسے رازدان سمجھکر
کس نے تمھین یہ سیہ پہنایا
یا دل مین چھپا ہے کون خونریز
بولا وہ الم رسیدہ ناشاد
ان ماتمیوں کی خیل مین تو
تھا انجمن آرا نام اوسکا
دو دن ہوئے لے گیا اوٹھاکر
رقت کا یہ بند جب سنایا
سمجھا کہ یہ وہ فگار محزون
شہزادہ کسی دیار کا ہے
افسانہ سحر تجھسے سن کر
پھر دور فلک نے خون رلایا
تشریف وہان پر آپ لایا
دیکھا کہ کھڑے ہے شاہ سرپر
مجروح شاہزادہ تھے سب
کس طرف چمن کا ہی گل تر
اپنا حسب اور نسب بتایا
وہ کون سی جا ہی اور کہان ہے
ہے سخت وہ مقام آتش انگیز
مرتے ہیں جیتے یہان تک آئے
ہرگز نہیں کام ہے بشر کا

سرمایۂ عیش و جائے آرام
ایوان شہی کے جانب آیا
ہر فرد بشر الم سے بیہوش
آگے کو قدم اوٹھا نہ سکتا
اے بندہ نواز اے برادر
کس آگ نے یہ دھواں اوٹھایا
تیرہ ہوا جس سے مہر امید
ہے گلشن حسن تجھسے آباد
کیوں پھنس گیا اگر آئے پریزاد
مشتاق جہان تمام اوسکا
ہم سب ہی ہوئے غم سے خاک بسر
وہ ہوش ربا رسیدہ غش مین آیا
ہے بے شک اوسی پری کا مفتون
محنت زدہ روزگار ہے
پژمردہ ہوا ہے وہ گل تر
پھر لخت جگر مژہ پر آیا
منگوا اوسے لخلخہ سنگھایا
اور چارون طرف ہجوم لشکر
تصویر کی طرح ٹھہر گئے سب
کس شہر کا تو ہے ورد انور
سارا سبب سفر سنایا
کس سمت ہی کونسا مکان ہے
جیوں گرہ انار پوست در بند
لائیں گے خدا اگر بچا کے
وہ سخت مقام ہے خطر کا

وہاں جلتے ہیں مرغ و ماہی کباب
ہرگز نہ تجھے جدا کروں گا
وہ شاہ سریر عشق بازی
ہوں میں بھی اسی چمن کا گلچیں
جینے کی کہاں ہے اب یہاں تاب
گر تیغ بھی ہو نہ سر ہٹاؤں
جب ساحر شرق سے عیاں ہو
کچھ دور بڑھا تو اوس نے دیکھا
آیا گیا الغرض کئی بار
اوس لوح میں دیکھکر اوسی دم
کچھ دم میں غبار وہ ہوا دور
آگے قدم اوس نے پھر اوٹھایا
ایک آئی صدا کہ ای نگوں بخت
وہ سحر شکن صدا یہ سنکر
... خیال جب ہوا دور
دیکھا اوس نے سر خانۂ ثروت کو
سمجھی کہ یہ شوخ دیدہ عیار
کچھ دل میں خیال تحفہ آیا
کاری جو لگا نگاہ کا تیر
اوٹھکر اوسے خاک سے اوٹھایا
بوئے خوش یار نے دیا ہوش
اس ناز و نیاز پر نظر کر
بیٹھے ہوا فتحیاب لڑکا
بلوایا جلوس بادشاہی

پہونچے نہیں کاش ہو سمند
گر تو گیا میں یہاں مروں گا
بولا بکمال بے نیازی
حاصل ہے تجھے بھی عز و تمکین
اس وقت حرام ہے خور و خواب
پروانہ ہوں جو شمع پاؤں
توڑا قلعۂ طلسم شب کو
اک قلعہ بلند شعلہ آسا
جیوں برق جہاں ہو تیز رفتار
مارا اوسے پڑھکے اسم اعظم
دکھلایا فلک نے جلوۂ نور
ایک اور مکان نظر میں آیا
ڈالا یہاں توڑ کس نے تیشا
ہرگز نہ ہوا ذرا تکدر
شہزادہ ہوا کمال مسرور
مسرور چلا اوسی طرف کو
دیکھا ہے یہ بیگمان خبردار
رنگ اپنا کچھ عشق نے جمایا
بسمل ہو کر گرا زمین پہ نخچیر
لے گود میں پیار سے بٹھایا
ساری ہوئی بے ہوشی فراموش
صدقے ہوا جان و دل سے اوس پر
کچھ سحر کا اب رہا نہ دھڑکا
لے ساتھ ہوا ادھر کو راہی
ساقی مرے حال پر نظر کر

گر تجھسے جدا ہے وہ جگر بند
موجود ہے میری سلطنت سب
ہو تجھکو مبارک افسر و تخت
ہرگز نہیں سلطنت کا محتاج
گو راہ ہزار پر تعب ہو
القصہ کیا جو شہ نے اصرار
لے نام خدا چلا وہاں سے
نکلا ہرن اوس سے ایک باہر
سمجھا کہ یہ ہے مقام جادو
جب مر گیا وہ ہرن بحال غل
دیکھا نہ ہرن نہ وہ مکان ہے
تھی قید اوسی میں انجم آرا
ایسا فقط نہ اپنی جان کو کھو
تدبیر سے اوسکی قید سے چھڑا
پہلے فقط ایک ریت کا تھا
وہ خاک نشین ہوئی جو آگاہ
یہ خاک اوڑائی اسنے آکر
پردہ رخ پاک سے اوٹھاکر
خود رفتہ ہوا جو عاشق زار
روئی اوسے لے جو وہ گل اندام
کھلتے ہوئے آنکھ یار دیکھا
نامو تھے لوگ جو خبر کو
یہ مژدۂ جانفزا سنکر
دونوں کو وہاں سے گھر میں لایا
اب دختر رز کو جلوہ گر کر

ہے تو ہی مجھے بجائے فرزند
ہے یاد خدا اسے سمجھو مطلب
اقبال سے میں ہو یار ہو تجھسے
کچھ اور ہی فکر ہے مجھے آج
اب مجھسے قرار و صبر کب ہو
رہنا کیا ایک شب کا اقرار
دل اپنا اوٹھایا جسم و جان سے
غائب ہوا پھر اوسی میں جاکر
اور صاحب سحر ہے یہ آہو
صحرا ہوا پر غبار بالکل
اک لاش جلی پڑی وہاں ہے
وہ گھر بھی طلسم کا تھا سارا
چل راہ لے شہر کی ہوا ہو
اوس نے کل طلسم کو بھی توڑا
بیٹھی تھی اوسی میں انجم آرا
ہے آگے نظر کے جلوہ گر ماہ
یہ آگ بوجھائی اسنے آکر
دیکھا اوسے اک نظر چھپا کر
تاب آئی نہ اوس پری کو زنہار
آنسو نے کیا گلاب کا کام
محبوب کو ہم کنار دیکھا
دوڑے گئے شہ کو پاس خوش ہو
خوشوقت ہوا شہنشہ مظفر
اوجڑے ہوئے گاؤں کو بسایا

منشا طرۂ خامہ گر نہو تیز
ہے جلوہ نگار اگر اس سے
جب دل سے سمجھوں کہ غم ہوا دگر
یہ عمر نہیں ہے اعتباری
یہ گلبن باغ حسن ہے خار
کم ہوتی نہیں اس طرح کو انسان
پھر ذکر حسرت مرا ہیں آیا
اک باغ لطیف تازہ و تر
بلبل تھی وہاں کی ایک نغمہ خوان
کی بو سے گاؤں زعطر بیزی
مقدم سے چمن نے رنگ پایا
میدان ورق جو صاف پایا
ہے خامہ سخن گوئی مطلب
بیجا نہیں دل فگار یہ ہے
وہ مہر نگار شاہزادی
فانوس خیال کرکے روشن
کہتی کہ ہوا یہ کیا الٰہی
ہے سنبل تابدار کس کا
ہے کس کے بغل میں وہ دلارام
شہزادہ ادھر کی یاد لاکر
شب جھیل کے سو طرح کی آفت
پھیلی یہ خبر کہ کوئی آیا
یہ مہر نگار کو سنایا
سمجھی کہ ہنسی کی بات یہ ہے
وہ شب ہو کہاں جسے خبر ہو

شاہزادہ کی شادی ہونا انجمن آرا کے ساتھ

ہے زیب عروس فکر اس سے
یک چند رہا خوشی کا ناز گو یہ
ہے کار زمانہ اضطراری
پیوند کو اپنے ہے سزاوار
ہے بسم جہان میں مہتہ بیان
مشورہ یہ ہر ایک دل کو بھایا
سننے کے لیے ہوا مقرر
جیون زلف بتوں کی پیچ و تاب
منشی شبنم ہوئی گرم آب ریزی
دامن کی ہوا نے گل کھلایا

یہ غازہ کش رخ بیان ہے
گذرا یہ خیال سب کے دل میں
کرنا ہے ضرور عقد دختر
دانش میں جمال میں نسب میں
شاہزادہ ہوئی کسی سلطنت جیسے
دونوں کا ہوا بہم عقد و پیوند
نو خیز تھا مہر جہان کا
گل شاہ سے صبح پیرہن تھا
داخل ہوئی باغ میں وہ گل
صدقے ترے ساقیا پلا دے

پہونچنا شاہزادہ کا ساتھ انجمن آرا کے ملکہ مہر نگار کے پاس اور بیاہ کرنا اوسکے ساتھ

عشاق کا رازدار یہ ہے
غم دیدہ امید وار شادی
جلتی شمع سان سدا وہ دلگن
اوس شوخ کا تھے جو ہجر اٹھایا
وہ دل سے ہوا اسیر جس کا
وحشی مرا کس نے کر لیا رام
باطن میں ہوا بہت مکدر
کی تھوڑے دنوں میں طے مسافت
خیمہ خیمہ گاہ ساتھ لایا
بچھڑا ہوا تیرا آج آیا
اور چھیڑ کی ساری گھات یہ ہے
وہ دن ہو کہاں جو خوش خبر ہو

کرتا ہے بیان شادی و غم
کچھ دن ہے قول کے سہارے
جس بیچ تلے وہ گل ملا تھا
کس باغ میں جا بسا وہ گل
کس گھر کا چراغ ہے وہ مہرو
یوں آتش غم میں دل جلایا
رخصت ہوا شاہ مہربان سے
تھا مہر نگار کا جہاں گھر
تفتیش کو آئے جب خبردار
جو کر گیا یہاں سے جوگیا جیسے
بولی کہ کہاں ہو بخت یاور
جب پاس کی گفتگو سنائی

ہو زلف سخن کی کب دلاویز
صورت گر معنی نہاں ہے
انسان کی فنا ہے آب گل میں
یہ بار گران گران ہے سر پر
جرأت میں وقار میں ادب میں
اون سے بھی آیا ذکر مطلب
ہر اک ہوا دل میں اپنے خرسند
اور میوہ ہر ایک قوت جان کا
سنبل نہیں زلف پر شکن تھا
رشک گل و جانفزا ہے بلبل
دار و مجھے درد کی پلا دے
جولان میں جب خامہ آیا
ہے خامہ پیام بر مہذب
دل بھر ہے خوشی سے دیدہ پرنم
گھبرا گئی پھر وہ غم کے مارے
روتی وہیں پردہ نشین آسا
کس گل کا ہوا وہ شوخ بلبل
کس بن میں رواں ہے مشکل آہو
شب سو نے کچھ اثر دکھایا
محبوب کو لے چلا وہاں سے
پہونچا وہیں لیکر اپنا لشکر
دیکھا کہ وہی ہے شوخ عیار
آیا وہی شاہ بن ترے دیس
جو آئے طبیب میرے دیپر
کہنے یہ نہ اعتبار لائی

بھولی کوئی اوس سہر پہ [illegible]
یہ ذکر ہی تھا کہ جان عالم
تب مہرنگار خانہ آباد
داد اوسکی وفائے عہد کی دی
جس روز کہ نیک تھا ستارہ
تھا باغ جمال سبز کہ یوں
قمری نے مجال سرو پہ قُل

ہجران سے کرے گی شکوہ تا چند
آیا بصد احتشام خرم
بانو کو محل میں لے گئی شاد
آغاز سے اپنا خوش کیا جی
اوس پیر نے دیکھ استخارہ
پایا گلچیں نے وصل یکسر
گلشن پہ ہوا ہجوم بلبل

وہ لالہ عذار سچ ہے آیا
اور انجمن آرا کی عماری
آیا شہزادہ پیر کے پاس
کچھ دن کرا دوستی بہانی
باندھا سنبل سے عقد لالہ
نیسان نے صدف پہ پایا ژالا
ساقی مجھے آج دے صبوحی

مرہم ترے داغ دل کا لایا
لوگوں نے قریب لا اتاری
پوری ہوئی آرزو لگی بجھ آس
شادی کی بہار دل نے ٹھانی
بلبل کو چمن کیا حوالہ
شیشے سے لگا لب پیالہ
حاصل ہو سرور تازہ روحی

یہ فسانہ زبان پہ [illegible]
حق ہے کہ جہاں [illegible]
ہے مکر و فریب کام اسکا
کر عقد نکاح جان عالم

ہے شکوہ دہر سے زبان پر
ہے اسکو سدا الٹ کے وارا
ہے شعبدہ باز نام اسکا
کچھ در وزیر با کمال ہے غم

رخصت ہونا جان عالم کا زاہد سے اور ملنا ہمراہ وزیر زادی کا وہیں پر اور بندر میں جانا جان عالم کا ہمراہ اسکے افسون سے اور تغیر ہیئت اصلی کی پانا تدبیر ملکہ مہرنگار سے

پھر یاد وطن کی دل میں لایا
رعنا پیر کے خانقہ میں آیا
جس کام میں [illegible] دل لگایا
لازم ہے کہ اب یہاں سے اپنا
ورنہ مجھے دیکھیں گے سب لوگ
فرمایا کہ جو رضا ہو تیری
گوہر ہیں جو درج دل میں تیرے
تھا جو کہ کان میں جو نشتر
ناگاہ وزیر زادہ مہجور
جوہر [illegible] پایا یوں تک
سودا کہ وہ جا بجا لگا لائے
قدموں پہ گرا بہت ادب سے
لیکر چلا اوسکو اپنے ہمراہ
دیوان جو شخص [illegible] تھا وہ [illegible]

کچھ شک سے وہاں کو دل اوٹھایا
یوں حرف سوال اوسے سنایا
انجام خدا نے کر دکھایا
دیدار وطن سے خط اوٹھاؤں
حاصل نہ کسی کو ہوگا جز سوگ
وہ ہیں مراد دل ہو میری
آویزہ گوش ہوں وہ تیرے
آوشتی میں گیا وہاں سے اوٹھکر
آیا وہیں خستہ حال و رنجور
ہو جاسے مگر وہاں زبانی نشتر
سکھلاتا ہے کوئی جسے بیدی بات
بوسے لیے خاک پا کو لب سے
ساتھ او تمام خیل و خرگاہ
ہمراہ کیا ساجا کے شادان

ماں باپ کو آنکے کیا جو شاد
گھر چھوڑ کے ہوئے تھے بیوطن
کھایا غم ہجر شادیاں کیں
غم دل سے بھلا کے دور ہوئے
جب پیر کے گوش زد ہوئی بات
تجھ پیر کے پاس اور کہا ہے
کام آئیں گے وقت امتحان کے
پایا اوسے جس گھڑی اکیلا
مطلوب کا کچھ پتا جو پایا
دیکھا کہ وہ شاہ کشور ناز
امید وصال پر اب [illegible]
تھا اسکا عزیز وہ جوان سال
منزل پہ کیا مقام جا کر
لے ساتھ اوسے بصد مدارا

بے چین ہوا وہ خانہ بر دوش
ہوں دشت مسافرت کا ساکن
گل پائے او اٹھائے جور گلچیں
ماں باپ کو بھی سرور ہوئے
منظور کی اوسنے بھی خوشی سات
کر پائے بساط [illegible] دعا ہے
رکھنا مگر اوسکو شکل جان کے
تکتا تھا کہ وہ بنا یا جسیلا
تسکین و قرار دل میں لایا
درویش کے ساتھ ہی سخن ساز
جب آیا وہاں سے جان عالم
شہزادہ ہوا کمال خوشحال
ٹھہرا وہیں پہ تمام لشکر
دکھلایا کہ ہے یہ انجمن آرا

خدا جانے اوس کو کہ جب یہ تھی رنج
بہرام نے آنکھ جب ملائی
بر آلہ پہ پلنگ ڈال کر خاک
اک دن ہوا اوسکے دل میں پیدا
عقدہ وہ اگر کھلے تو ہو خوب
با دستہ تو چلی بہت تیز
دلچسپ مقام کو نظر کر
دونوں سوار توسن ناز
ہر چار طرف سے سیر کر کر
جو پایا ہرا اوسے بہ مسکن
تھا نشہ مے سے بسکہ سرشار
پاؤں کہیں کاش جسم بیجان
پر اپنا جسد ہے سلامت
بولا وہ فریب کار مکار
جنگل میں گیا غرض وہ نادان
بہرام نے یہاں جو کچھ پائی
اور اپنا تمام جسم ناپاک
بندر وہ ہرن ہوا وہاں سے
اور مہر نگار کو بلا کر
اک شیر ببر وہاں پر آیا
بس آشنا زبان پہ وہ جو لایا
کہنے لگی دیکھا انجم آرا
جو صبح شگون بد ہوئے تھے
بولی نہیں کچھ ہو جائے وحشت
غافل ہی گرچہ انجم آرا

ویرانے سے ہاتھ آیا یہ گنج
خوش انجمن آرا اوسکو آئی
خاموش رہا وہ مرد چالاک
وہاں اوسکو گرو کی جو دیا گیا تھا
شاید کہ ہو دستیاب محبوب
پر غنچہ ہوا نہ نغمہ انگیز
ٹھہرا وہیں پر مقام لشکر
تنہا ہوئے اک طرف سکینتا
بیٹھے لب آبشار جا کر
تھا سحر سے جسکے دل میں غلطان
غفلت سے ہوا نہ ضبط اسکو
ہو جنس بشر سے یا کہ حیوان
آیا جو خلل تو آئی شامت
آتا نہیں اعتبار زنہار
بندر وہاں ایک پایا بیجان
بات اوسکی بتائی آزمائی
کر تکرشہ کیا وہیں تہ خاک
سمجھا گا کسی سمت بیم جان سے
یہ لایا زبان پہ وہ فسون گر
بہرام کو مار کر گرایا
گھبرایا ہوا اچھل کے باہر آیا
شہزادہ ہو گیا مضطرب سا
آتا ہیں سب عیان اوسی کے
سارا یہ ہے باعث محبت
سمجھی نہیں بات کا اشارا

اور مہر نگار راحت انجام
دل میں متفقان نے کیا جوش ہے
گذرے اسی طور سے کئی روز
مخفی وہ رہے بہت اب تک
پھیلا یا تب اوسنے دام تزویر
صحرا میں ہوا گذار اک دن
چلنے سے رکا وہ قافلہ جب
کرتے ہوئے سیر عیش و طرب
اوس وقت میں جب رہین کھبار
وہ دشمن عقل مرد سادہ
بیخود زبان پر اپنے لایا
روح اپنی نکال کر میں ڈالوں
بہرام کو اسے فن سکھایا
مردہ کوئی لاش یہاں لگاؤ
کرا وسکے جسد میں روح کو نقل
روح اپنی اوسی طرح نکالی
پھر ہاتھ جسد پہ پر چلایا
شاگرد بنا جو شکل استاد
میں آج شکار میں تھا مشغول
تھی زندگی اپنی بچ گئی جان
تھی مہر نگار بسکہ پرفن
اندازہ میں آج اسکے کچھ اور
وہ انجمن آرا شاہزادی
بیٹا جو ہرا وزیر کا آج
پہ مہر نگار کو رہا رنج

یہ ہی ہو جسکی ذات سے کام
سب حق نمک ہوا فراموش
سینے میں رہا وہ عاقبت سوز
کچھ کام کی بات ہو گی بیاکسا
وحشی سنوا مگر وہ تسخیر
تھے مست شراب نون کر سن
تدبیر قیام میں چھپے سب
لشکر سے نکل گئے بہت دور
پھر لے کے دوبارہ رو بقاز
یعنی نافہم شاہزادہ
یہ ہیر نے مجکو ہے بتایا
جب چاہوں پھر اوس سے نکالوں
وہ راز نہان اوسے بتایا
تم سامنے میرے کر دکھاؤ
خود مردہ ہوا وہ کم عقل سا
اوس مردہ جسد میں آ کے ڈالی
چھپا کیا پر اوسے نہ پایا
خیمہ میں وہاں سے آیا دلشاد
بہرام تھا ساتھ سے جو ملول
کی میری خدا نے مشکل آسان
تقریر سے اوسکو کچھ ہوا ظن
آتا ہے نظر مجھے بڑا طور
بھاری بہت تھی سینہ پہ یہی
غمناک ہوا یہ صاحب تاج
پھر اوسکو بلا کے بولی سخن سنج

آداب نیاز کچھ ہے کرنا
سنت کا بجا طاق تجھکو بھرنا

سنکر کہا اوسنے بھی کہ بہتر
فرمانا تمھارا میرے سر پر

تب مہرنگار پاک دامن
بولی کہ بہن سخن تو مین

بہرام ہے یہ وزیرزادہ
زنہار نہین وہ مرد سادہ

اوس دم مری بات پہ بولایا
اور علم خلع بدن سکھایا

سو اوسنے ضرور اسے بتایا
مژدہ ہے اوسی کا یہ جو پایا

ہم تم رہین دونون اک جگہ پر
باہر ہے اب یہ ماہ شہ

خیمہ مین عالی یہ بصد درد
باہر ہی رہا وہ نوجوان مرد

سرخیل سپاہ وہ بدارادہ
راہی ہوئے راکب و پیادہ

تھا نام غضنفر اوسکا
شب کو وہین پہ مقام ٹھہرا

چلنے سے ہوئے تھے سب گران
لشکر کئی دن رہا وہین پر

لشکر کے دروے سے ہو آگاہ
گھبرایا بہت وہ صاحب جاہ

بہتر ہے کہ صلح کا ہو سامان
زندہ کرے سند باطلے فان

گر ہو اوسے بزم کی تمنا
حاضر ہے یہان بھی جام و مینا

منشی نے کیا بحسب فرمان
گلگون قلم کو تیز جولان

بہرام ہوا جو اوس سے آگاہ
آتا ہے وزیر شاہ جمجاہ

کی پرسش حال شاہ کشور
آئین و طریق شہر و لشکر

اظہار کیا بحسن تقریر
محظوظ ہوا وزیر دلگیر

دستور سے اوسکو حسن اخلاق
دل سے ہوا بادشاہ مشتاق

آنے کی خبر ادھر جو آئی
کی شاہ کی اسنے پیشوائی

راضی جو ہوا وہ صاحب خیر
جنگل سے دکھائی شہر کی سیر

خالی ہوئین دو محل سرائین
شہزادیان جسمین چین پائین

وہ مست شراب ہو اسی
یعنے وہی مرد کہ لباسی

سے جا شوہی ہو دل مین مضمون
شہزادہ بنا ہے گرچہ میمون

ہے زندگی اوسکی اپنا مرنا
کیا فائدہ عمر بھر کا ڈرنا

بس اسکے سبب سے آج کے روز
باہر ہیں یا آپ رونق افروز

کچھ خوف جو دل مین تھا سمایا
رخصت ہوا وہان سے گھر آیا

سچ کہتی ہون مین غضب ہوا ہے
شک اس مین نہین کہ کچھ دغا ہے

گھر سے مرے جب گیا جان عالم
رخصت ہو چلا ہے شاد و خرم

تاکید یہ کی کہ ہان خبردار
کہنا نہ کسی سے بھید زنہار

اب یہان ہو ضرور حفظ ناموس
گو عمر کٹے بدرد و افسوس

آپس مین جو یہ قرار ٹھہرا
در پہ ہوا حبشیون کا پہرا

دو روز کو غرض یونہین کٹی رات
تڑکا جو ہوا تو سب چلے ساتھ

طے کرکے رہ دراز چون ماہ
اک شہر مین جا پڑے شہنشاہ

خیمے ہوئے چار سمت آباد
گویا ہوا ایک شہر بنیاد

تھا نام اس ملک کا صاحب ہوش
سلطان غضنفر زرہ پوش

سمجھا کہ یہ ہے غنیم میرا
جو اسنے کیا قریب ڈیرا

پہلے کوئی اسطرف ہی جا کے
اندازہ وہان کا دیکھ آئے

دریافت ہو رزم کا کہ بزم اسکو
اس سے بھی دریغ مجھکو کب ہو

لے نامہ پیام دوستانہ
دستور سے بھی وہ ہوا روانہ

عزت سے اوسے بلا بٹھایا
تحفہ لیے ساتھ جو وہ لایا

اور اپنا سبب لشکر آنا
وہ آپ وہ ہوا خوش کا بہانا

جب خدمت شہ مین وہ نشے آیا
مژدہ اوسے صلح کا سنایا

ہمدم تھا مسافرون کا جو دشت
پہونچا وہین آپ کرکے گلگشت

باحفظ مراتب اوسکو لایا
بیگانہ سے آشنا بنایا

ایوان شہی مین لا اوتارا
عیش آیا وہان بصد مدارا

کی شاہ نے سب کی میہمانی
دی لشکریون کو تازہ جانی

آسودہ ہوا جو گرد رہ سے
اور تقویت آئی لطف شہ سے

بند مین جان کا خطر ہے
جلتا اوسے چھوڑنے مین ڈر ہے

لازم ہے کہ خطر مٹاؤن
دیجان کرون اوسکو چین پاؤن

تب اوسکی تلاش دل مین لایا
اور آپ کو شوخ بنایا

ایام تھے شومی کے جو معکوس
کچھ روز رہا یہ شغل منحوس

بڈھا محتاج ایک صیاد
تھا دور فلک سے بسکہ ناشاد

اس قصد مین اوسنے دام اوٹھایا
تقدیر سے بندر ایک پایا

گھبرا کے زبان نطق کو کھول
صیاد کے سامنے اوٹھا بول

میرا نہین کم ہے آپ جنجال
تو مرگیا دکھ سے کیون ہے خوشحال

اس بات کو سن وہ پیر صیاد
بولا کہ نہ کر عبث یہ فریاد

بیچون تجھے بادشاہ کے ہاتھ
عمر اپنی کرون بسر خوشی ساتھ

ایک آج بلا تجھے بھی سندر
کل لاؤن گا شہ سے خلعت و زر

محظوظ کمال ہو وہ خودسر
ناچی سندر کا نام سنکر

باہر گیا گھر سے جب چڑیمار
بڑھیا رہی اور وہ گرفتار

کل قتل کا ہے سے ہنگامہ یان
اور زر سے بھرے گا تیرا دامان

لالچ کا بہت برا ہے انجام
ہے نیک ہمیشہ نیک فرجام

حیوان کا بولنا عجب تھا
بڑھیا کو ہوا بڑا اچنبھا

سندر نے کہا مین کاش حال

پھر کرنے لگا خبر یہ بندر
دھرنے لگا اونکو زیر خنجر

بندر کے شکار کی مچی دھوم
یہانتک کہ ہوا یہ شغل معدوم

سوچا کہ پھنسا [illegible]
ممکن ہے کہ آئے ہاتھ مین زر

بندر نہین تھا وہ جان عالم
پیش آیا اوسے جو سخت ماتم

کیا قید سے ہے تجھکو حاصل
کیون کرتا ہے مجھکو پای در گل

ملے بہر خدا مجھے رہائی
کر اور یہ طالع آزمائی

صیاد ہون مین بھی پیر فرتوت
ڈرتا نہین تجھسے کاش ہو موت

گھر لایا غرض وہ پیر بے پیر
بولا جو رو سے دیکھ تقدیر

اب ڈر نہین مفلسی سے تجھکو
بے غم ہو جہان سے شادمان ہو

مفلس کی ہوئی جو مشکل آسان
باندھا اوسے جان شیشہ جان

بولا کہ اگر سنو گرانی
سن سیری یہ مختصر کہانی

ہر چند کہ ہے یہ فعل مرغوب
لیکن نہین خون دیکھنا خوب

سلطان ایسی کی داستان ہے
ضرب المثل ہے تین وہ بیان ہے

بولی کہ وہ داستان سنا تو
بولا تو خموش ہو کے سن تو

تھا ایک وہاں شہ جوان سال

حکایت شاہ [illegible]

درویش خراج با خدا تھا
شاہی کے لباس مین گدا تھا

انکار سے صاف شاہ تھا اوسکو عار
رکھتا تھا نظر مین گنج زرخوار

سائل جو طلب کرے وہ پائے
اتنا اوسے وسعت کہ پھر نہ آئے

ایک آیا فقیر امتحان کو
کہنے لگا شہ سے تنگی ہو

اوسکا یہی عہد تھا کہ سائل
زنہار نہو یہ پاس سائل

اوٹھ تخت سے آپ ہی بٹھایا
محتاج کو تاجور بنایا

بولا کہ وفائے عہد کر اب
آخر ہوئے دو دن اور دو شب

سخت آیا وفا سے عہد اوسپر
پھر آیا سوال شاہ سنکر

کس طور سے ملک و مال چھوڑون
کیا بارگی تخت اودھر سے موڑون

اوس نیک خصال نے کہا خوب
گر تجھکو ہے سلطنت ہی مرغوب

کہتے اوسے لوگ سب خدا دوست
تھا قائل کلمہ ہمہ اوست

جاری تھا فیض جیسا دانہ
رہتا تھا کھلا در خزانہ

دنیا مین تو اوس سوا نہوگا
فیاض ایسا ہوا نہوگا

دونون کو مجھے سے بادشاہی
گر کچھ ہے تو عبث آسی

قبال کیا سوال درویش
سنکر یہ کلام بے پس و پیش

آیا وہ شہ خجستہ فرجام
وعدے کے گذر گئے جب ایام

رہتا ہے یہ نشہ تا لب گور
ہے بادہ حرص بسکہ پرزور

اب مجھکو تیری شہی کا چسکا
کہنے لگا تب تو امتحان تھا

اب تو نہین تخت و تاج کو سلے
لازم ہے مجھے معاف کر دے

ہو مالک کشور و زر و سیم
بخشا تجھے مین نے تخت و دیہیم

فوتا کیا سب اپنے گھر کا
بے برگ و نوا وہ مرد آزاد
اب دیکھیے یہ بلا سے جانکاہ
چلتے کئی دن جو اونکو گذرے
سر قافلہ سیر کو اوٹھا تھا
بانو بھی اوسی کی ہمنشین تھی
آہستہ گیا قریب سلطان
سن سن کے ملال کا فسانہ
عورت نہین کوئی اوسکے ہمراہ
یہ سرو رواں جو ہو خرامان
تکلیف مین بندۂ خدا ہے
سمجھی یہ فریب کا اشارہ
ہے حالت کرب اوسکو زیادہ
چلنے سے ہوئی تھی لیکہ رنجور
تب ہو کی فریب سے خبردار
زخمی تھا دل خراب آیا
اب سنیے بیان حالت شاہ
جب اونکا کہین پتا نہ پایا
دریائے عظیم تھا سر راہ
تجویز کیا یہ دل مین مضمون
بہتر ہے کہ ایک کو بٹھاؤن
تدبیر یہ دل مین جب کہ لایا
اک بھیڑیا اس کنارے آیا
عجلت سے پھر اشتر گرانبار
دریا سے گذر گئے بسلامت

یہ کام نہین ہے ہر بشر کا
آمادہ ہوا سفر کا دلشاد
وہ راہ روی کہان کہان شاد
اک شہر مین جا کے اپنا وہ ترے
کیفیت شہر دیکھتا تھا
غمدیدہ وہ بعتبان جاتی تھی
کر عجز بہت ہو سخن ران
وارد ہون یہان مسافر آئے
جو حالت خلق سے ہو آگاہ
شاید کہ ہو زندگی کا سامان
اس وقت دریغ نارو ا ہے
ساتھ اوسکے ہوئی وہ ماہپارہ
ہوگی تجھے دیر پا پیادہ
یہ بات ہوئی اوسی کی منظور
غل کرنے لگی وہ سینہ افگار
اب تونے دھرا انکا کلیجا ہا
گذری یہان او وہ ڈھونڈھتے رہ
دل اپنا اودھر سے بھی اوٹھایا
دشوار گذر تھا بے گذرگاہ
دو لڑکے یہان ہین اور ہم دون
اور دوسرا گود مین اوٹھاؤن
کندھے پہ تب ایک کو چڑھایا
اور تازہ شکار اوسنے پایا
دریا مین گرا وہ دل شکستہ
اک شہر مین آ پہنچے کی قامت

رہنا بھی ہے جو سراہ ان بالن سمجھکر
وہ طفل جو غیر ساتھ لیکر
تھا جن کی بات یا کہ برگ گل جا
اوس شہر مین ایک نیک تجار
وارد ہوا اوس سرا مین ناگاہ
کی صورت خوش فریب دلربائی
اے مرد خجستہ مین غمین ہون
ہین ساتھ قبائل ای ہوا مرد
اک دم کے لیے رہ کرم سے
صدمہ ہوا اوسکو اس بیان سے
وہ ماجرہ تھی مطیع شوہر
اتنے مین قریب آگئی شام
ہو تو بھی سوار میرے ہمراہ
اس طور وہ شخص پر بہانہ
اے مرد فریب کار بدخو
بھرتی رہی آہ آتش انگیز
سمجھا کہ نگر قریب سب تھا
دو لخت جگر کو ساتھ لیکر
مجبور ہوا گذر سے پار سے
کشتی کی نہین ہے کوئی صورت
پہونچاؤن جب ایک کشتی پار
دریا مین ہوا غرض شناور
بچے کو دبایا منھ مین اپنے
دونون سے ہوا جو قطع پیوند
اوس نوعروس کا حصہ تاراج

تو دل آہ جو ہم مرا سے باہر
بانو بھی ہے بیکسی سے شوہر
بچھڑا تھا پڑا اونکا دست کو سہا
ڈالے تھا قریب رنج ادبار
بیٹھا تھا جہان یہ غمزدہ شاہ
دل مین یہ بدی اوسکے اوس دم آئی
اور حالت غم سے غمگین ہون
ہمسر کو مرے چلی ہی ہے ڈر
اس نیک قدم کو ساتھ کر دے
چپ چاپ کیا بانو نے جہان سے
راہی ہوئی اوسکی ہمراہی
بولا وہ جسے لینے بد سرانجام
تجھیل سے جہان تلک کرین راہ
گھوڑے پہ چڑھا ہوا روانہ
کرتا ہے تجھے خراب کیون تو
اوسنے یہ سنا کیا عنان ریز
سچا اوسے مین فرزند تھا
راہی ہوا وہان سے خاک بر سر
بیٹھا وہین رو کے کنارے
اور جانا ہے مجھکو پر ضرورت
لے دوسرا جاؤن وہان پھر
جب نصف سے کچھ سوا گیا تیر
لی وشت کی راہ بھیڑیے نے
آزاد ہوا وہ مرد یا سند
آیا تیر تمنا سے حق کا آیا

تھا نخل حیات شہ جو بے بر
کی عمر بسر بہ عیش و آرام
لڑکے کی رہی فقط ہوس ایک
ہو جب کہ تمام کام سب را
دھرنا وہاں ایک تاج لیکر
ہووے وہی سلطنت کا مالک
آیا جو شہ اجل کا پیغام
کوئی نہ رہا وہاں پہ شب کو
کچھ رات رہے چلا وہ اوٹھکر
جو صبح ہوئی تو اہل کشور
پر حسب وصیت اوس گدا کو
اب کھوئی ہوؤں کو ڈھونڈھ لائیں
تھا ایک شبان گلہ پرور
ملاح کے ہاتھ میں وہ آیا
گذری یونہیں جبکہ ایک مدت
اک روز الم سے ہو پریشان
ہمدم رہیں جسکے پاس حاضر
دے دو ہمراہ جو تاجداری
قسمت سے اونھیں کو منتخب کر
خدمت میں شہ جہان کے لایا
تغیر ہوا تھا حال ونکا
غیروں کی نگاہ سے چھپا کر
وہ دل شدہ بیقرار و مجبور
یہاں تھوڑے دنوں میں وہ بھی آیا
کی شاہ نے اسکے پاس خاطر

کی اوسنے وصیت اس طرح پر
دنیا میں ہوا جو میرا انجام
رکھی نہ خدا نے یہ مری شاخ
اور گل ہو چراغ نام میرا
خالی رکھنا مکان شب بھر
اپنا کوئی یا ہو غیر ذاتکا
خاموش ہوا وہ نیک فرجام
تھا دل میں سبھوں کے صبح کب ہو
پہونچا وہیں شاہ کے لحد پر
آئے بخیال تخت و افسر
شاہ اپنا بنایا سبنے خوش ہو
سمجھ و نیمے ملن کا دن کہانی دل
بچے کو وہ اپنے لے گیا گھر
دونوں کو خدائی یوں بچایا
دل میں ہوا شہ کی جوش الفت
دستور سے یوں ہوا سخن رس
لڑکے ہیں مجھے پسند خاطر
نور ستہ باغ شہریاری
بٹھلایا وزیر نے برابر
دونوں کو ندیم شہ بنایا
کچھ شہ کو تھا خیال اونکا
رکھا اوسے ایک گھر میں جاکر
ہو صاحب بستر اور رنجور
بانو کو بھی اپنے ساتھ لایا
لی اوس سے جو لایا جنس نادر

ہستی میں عدم سے یہ میں جو آیا
عقبے کی لیے بس آج جا آگے
گو وارث سلطنت بہت میں
دل سے یہ خیال ہو اوٹھانا
پہونچے وہاں پہلے جو سحر گاہ
تلقین کی آن کے سب جو جو
سب لائے عمل بحسب ارشاد
تقدیر کی تھی جو حسن تدبیر
تھی جا پہ نقیل و شب ماہ
بیٹھا وہاں پایا وارث تخت
یوں فیض سخا سے وہ ہوا شاد
لے جسکو گیا تھا وہ درندہ
دریا میں گرا تھا جو کہ چھٹکر
دونوں اسی مملکت میں آئے
بیٹوں کی خیال میں غمیں تھا
دربار کو وقت کل جب آنا
تھے شہر کے جتنے لڑکے کمسن
اک حالت فقر کی بنائے
حمام سے گرد راہ کر پاک
وہ دونوں رفیق ہمدم سکے
بانو کا سنو ہوا یہ انجام
پایا اوسے اسکے لوٹے غمناک
عصمت کی حما میں ہوئی قید
پھر شاہ سے بھی ملازمت کی
ارشاد ہوا کہ کار و بیکار

اقبال و نصیب سا تھ لایا
ہم دار فنا کو چھوڑ جاتے
یہ چاہتا ہوں تم سبھوں سے میں
مرقد سر راہ میں بنانا
ملک اوسکا ہو وہ ہو وہی شاہ
تسلیم کیا سبھوں نے سو سو
ویرانہ کیا خدا نے آباد
شاہ بنی بحکم تقدیر
وہاں بیٹھ رہا وہ نامو شاہ
حیران رہا اپنے کام میں بخت
دی اوسکو خدائی حشمت و جاہ
قدرت سے بچا وہ طفل زندہ
ساحل پہ لگا وہ جسکو جان کر
لڑکے دونوں بھی ساتھ لائے
تھا تخت نشین لیے جو حزین تھا
وہ طفل صغیر ساتھ لانا
بلوائے وزیر نے اوسی دن
ہمراہ سبھوں کے وہاں آئے
پہنائی اونھیں نفیس پوشاک
رہتے شب و روز پاس شہ کے
لے اوسکو گیا وہ بد سرانجام
روکے رہا آگ کو وہ بیباک
محروم رہا وہ صاحب کید
کچھ جنس نفیس نذر میں دی
حاضر ہو مدام وقت دربار

یہ دونوں رہتے تھے تو فقیر سے
تا جسے کہ یہ ناگہ اس گذرا
پوچھا تجھے کیوں ملال آیا
یک پردہ نشین ہے چہرہ [illegible]
شہ نے کہا اسکا دھیان نہ کر
[illegible] دونوں کہو یہاں سے لاکے
ٹھہرایا کہ حال اپنا اپنا
فرزند رشید ہیں کہ ہوں میں
ماں باپ سے یوں ہوئی جدائی
رونے لگے وہ دونوں ہم آغوش
پہچان کے اپنے دو جگر بند
پھر شاہ بھی حال سنکر آیا
دیے کہ اوسے اور خلعت و زر
اور کہنے لگی وہ مہر پرور
تسکین ہوئی بقرار کو شب
بڑھیا نے کہا کہ آج کے دن
اس حسد کو سن وہ مرد منحوس
جب ٹٹیاں جال کی لگائیں
جورو سے کہا ارے سیانی
رکھنا غرض اسکو مثل اطفال
بولا کہ میں ایک روز بندر
جو بد نصیب اک مقام پہ تھے
کہتی بات [illegible] ہوا طلبگار
[illegible] کی طرح [illegible]
اس حیلے [illegible]

اوس وقت لڑکپن ہی میں تھے
لیکن وہ مقام غدر کا تھا
رہنا نہیں کیا یہاں کا بھایا
تنہائی سے وسوسہ تھا او شاہ
اٹھیں گے یہاں سے لوگ جا کر
اور بیٹھے ہیں [illegible]
لازم ہے یہاں بیان کرنا
احوال گذشتہ کیا کہوں میں
القصہ ہوا جو بیٹے کا بھائی
بانو کے بھی دل دکھ کیا جوش
رونے لگی ہو گلے کا پیوند
بچھڑا ہوا خلیل اپنا پایا
رخصت کیا اور کہا کہ جا گھر
زنہار بلا سے تو نہ اب ڈر
کچھ کم ہوا اضطراب اوس شب
رہنے دی اسے گھر ہی میں ساکن
باطن میں ہوا بہت پر افسوس
چڑیاں بہت اوس نے پالیں
بندر کی یہ دیکھ بھاگوانی
کچھ دن میں ہوا مرفہ الحال
اور اوسنے سنا پڑوس کے گھر
بندر نظر آیا بات کرتے
گھبرایا یہ بات سن چڑیمار
دیکھ [illegible]
[illegible]

اک دن ہوا حکم شاہ کشور
مجبور کیا بجبر [illegible]
تب اوسنے کہا کہ اے خداوند
گذرا تھا خیال دل میں اوسکا
آخر وہی دونوں لڑکے بلوایا
باتوں میں جو آدمی زاد آئی
شب پچھلے وہ غرق بحر کربت
یوں باپ کی مہر [illegible]
جب اس قدر اوسنے کہا یا
پھیتر سے وہ آپ باہر آئی
یہ سانحہ عجیب سن کر
تا حسب کہا ذرا نہ کچھ بھی
بندر نے کہی جو یہ حکایت
میں گرچہ فقیر [illegible] ہوں
نشہ کا جو ہوا او تھا وہ صیاد
روزی کا اگر ہوا دو سامان
بندر کا فریب سب سمجھ کر
روٹی کی رہی نہ فکر دل پہ
ممنون ہوا مجھکو آج بندر
ہمسایہ میں اک رفوگر تھا
اوس وقت کا بولنا جو بھایا
بے نطق سے نطق جب کیا گوش
بیٹھا تھا او ٹھا گرا قدم پہ
کیونکر ہے تیری بات بیچون
[illegible]

حاضر ہوئیں [illegible] آج شب بھر
ثابت ہوا شاہ پر جو یہ حال [illegible]
فی الحال اک امر کا ہوں پابند
ورنہ سبب ملال کیا تھا
وہاں شہ نے محافظت کو بھیجا
آنکھوں میں غنودگی سمائی
کہنے لگا اپنا حال غربت
اس ڈھونڈھ سے ملا یہ اپنے سر کی
دل جوش میں درد شکر کا آیا
روتے تھے جہاں یہ دونوں بھائی
یکجا ہوئے اور لوگ در پہ
جو تو نے خطا سے فاش کیا کی
بڑھیا ہوئی شادمان نہایت
پر تجھکو نہ زیبا ہے یہ چون
بندر کو کھول لے چلا شاد
[illegible]
باہر گیا گھر میں چھوڑ بندر
شاد آیا وہاں سے گھر میں پھر کر
ہاتھ آئے کلنگ کباب تیتر
صناعی سے اپنے نامور تھا
لڑکا سمجھ اوسکے گھر میں آیا
وحشی ہوا اوسکا اوس گھڑی ہوش
کہنے لگا اوس سے التجا کر
خون [illegible] یہ بیگناہ کا ہوں
[illegible]

منت کشی اوسنے گو بہت کی
پر کھا او سے کچھ دنوں چھپا کر
سوچا کہ وہی ہے اپنا دشمن
پہلے کیا اوسنے صاف انکار
اقرار کیا کہ کل سحر کو
سن مہر نگار کو ہوا غم
اب چاہیے مجھ سے وہ حسن تدبیر
طوطے کا قفس بھی ساتھ میں تھا
ٹھہرا کر اوسے کہا ہنوز ان
آواز سنی جو آشنا کی
کہنا نہیں ناصحوں کا مانا
بانو کو ہوا یقین کامل
بندر کو قفس جو نہیں دکھایا
اس چال سے مر گیا جو بندر
اک روز گلا دبا کر اوسکو
اوسنے کہا گفتگو کیا ہے
تولی یہ ہو گا مجھسے زنہار
اوس دن جو میں غم سے بلبلائی
سمجھا مگر ایسی ہی ہوا ہے
تب لیٹ کر اور اوڑھ چادر
وہ مردہ جسد جلائی اپنی
لیں اوسکی بلائیں شاد ہو کر
بکری ہوئی پائے بند شادی
وصلت ہوئی جب کہ جان تن کی

طالب کا اگر نہ کچھ بھرا جی
پھر کھل گیا راز وہ سبھوں پر
گھر بیٹھے ملا ہے زیر دامن
پھر وہ بھی ڈرا بخوف سرکار
لاؤں گا ضرور جانور کو
سمجھی کہ وہی ہے جان عالم
ہو جس میں حریف اپنا پیچیہ
سامان عوض کا ساتھ میں تھا
گو ہم سے نہیں ہو جان پہچان
مغموم ہوا وہ خستہ دل بھی
دشوار پڑا جو سہل جانا
ہے اپنا یہ آشنا سے غافل
طوطے میں وہ اپنی روح لایا
آہستہ اٹھی وہ ماہ پیکر
پہچان گیا او مضطرب ہو
مردہ بھی کہیں جلا جیا ہے
کر دیجیے آپ اسی کو جاندار
بنیا مری تمنے کیوں جلائی
انکار یہاں نہیں روا ہے
آمادہ ہوا فسون گری پر
پھر بکری ہوئی بنائی اپنی
صدقے ہوئیں جان و دل سے اوس پر
حاصل ہوئی غایت ندامت
رخصت لی شاہ سے وطن کی
ہے سنگدلی سے چرخ کے ڈر

بدلے کر اوسے ایک صرہ زر
آگاہ ہوا وہ مرد جویا
دل اوسکے سراغ میں لگایا
مجبور ہنسا وہ جب نہ دیکھی
مشہور ہوئی یہ بات گھر گھر
شہزادہ مگر بنا ہے بندر
تھا ایک مکان رہگذر پر
لایا وہاں جب وہ شخص بندر
پر کچھ تو سناؤ اپنی باتیں
بولا نہ پوچھو حال کچھ اب
باقی رہا دل میں خار حسرت
طوطا بغل میں تھا جو پنہان
سرسبز ہوا نہال امید
پھر بات یہ سوچ کر نکالی
بولی شہزادے کو بلا دو
بچہ منگوا کر اور پالو
زندہ کرو اسکو پھر کہ کاش
اصرار کیا جو اوسنے زیادہ
بولا کہ اگر یہی ہے اصرار
مردہ ہوا آپ اوسے جلایا
چھوٹا جو بلا سے جان عالم
آراستہ کر کے بزم رنگین
کھینچا اوسے زیر تیغ تقدیر
ساقی مئے ناب جلد لانا
پہونچا دیکھے سے یوں گھر

جس ڈھب سے بنا لیا وہ بندر
بندر کہیں شہر میں ہے گویا
آخر وہ درود گر بھی آیا
تب مانگ لی مہلت ایک شب کی
کل ہووے گا قتل ایک بندر
جو برسر خون ہے یہ ستمگر
وہاں بیٹھ رہی وہ عقل پرور
اور ساتھ ہجوم اہل کشور
مشتاق تمہاری بات کی ہیں
ہے قتل پر اپنا اصل مطلب
آگے ہیں جو تم سناؤ اب مت
کیا کر دیا اوسکو جلد بیجان
ہرگز نہ کھلا کسی پہ یہ بھید
بکری منگوا کر ایک پالی
آیا تو کہا اسے جلا دو
اس لاش کو سامنے سے ٹالو
جاندار بنا دو گھڑی لاش
مجبور ہوا وہ مرد سادہ
اک دم کے لیے بنے گا جانا
طوطے کو قفس وہ خالی پایا
مسرور ہوئیں وہ دونوں باہم
بانی ہوئیں سہتیں ادا کیں
لازم نہ تھی اس جگہ یہ تاخیر
منظور ہے اب وطن کا جانا

سو کوہ کنی سے خامۂ تیز
تر راہ میں اب ہوا سبک خیز

ہے تیشۂ سنگلاخ مضمون
ہے رافع بام کاخ مضمون

پہونچنا جان عالم کا ساحرہ کے ملک میں اور طلسم سے رہائی پانا مہرنگار کے باپ کی مدد سے

حاصل ہوا ونکا جبکہ مطلب
چل نکلا وہاں سے قافلہ سب

پہونچا کئی دن کے بعد لشکر
اوس دشت میں تھا جو سحر کا گھر

ہلکا ہوا بار سے گران کا
ساکن ہوا ہر دمی سیار

چلنے کی اوٹھائی تھی جو کاہش
سب کو ہوئی خواب و خور کی خواہش

شہزادہ نماز پڑھ کے سویا
سویا نہیں سب کو سلے ڈبویا

آگاہ ہوئی وہ سحر پرداز
پھر آیا وہ ہی حریف کجباز

سوچی کہ پھر اب سے آدمی ہون
پھر وام میں کر فریب لاؤں

تب شکل خواص خاص بنکر
شہزادہ جہاں تھا آئی بے ڈر

آہستہ قریب سے پکارا
اوٹھ دیکھے ہے کیسی انجم آرا

وہ نقش حیات کاش پاؤں
دھوکا کرا بھی اوسکو میں بلاؤں

آتش میں بہت بھرا ہوا تھا
کچھ اوسکے فریب کو نہ سمجھا

سونپا اوسنے نقش مدعا کو
راہی ہوئی اپنے گھر وہ خوش ہو

دیکھا نہ کسی نے دیتے لیتے
نقشہ ہوا او نقش شیشے

پہلے ہوا ایک شور محشر
ایسا کہ ڈرا تمام لشکر

پھر گرد ہوئی بہت نمودار
پیدا ہوئے سحر کے سب آثار

وہ صاحب سحر دخت شہپال
پھیلایا تھا جنسے سحر کا جال

افعی پہ سوار ہو کر آئی
اور فوج عجیب ساتھ لائی

پہچان کر اوسکو جان عالم
سہما بہت اپنے دل میں اوس دم

پر کیا کرے ہو چکا تھا مجبور
تھا سحر کے ٹالنے سے معذور

بیٹھا رہا ویسے ہی وہ خاموش
جب آئی قریب وہ جفا کوش

بولی پہچانتے ہو مجھکو
بولا ہاں جانتے ہیں تجھکو

بولی اب کہیے کیا ہے منظور
بولا وہی تھا جو پہلے مذکور

بولی کہ ہے خیر آج تک بھی
بولا نہ بچے جب تلک ہے جی کا

سمجھی کہ نہو گا کام میرا
معشوق نہیں ہے رام میرا

جھنجھلائی رسائی جو نہ پائی
کچھ طیش میں آئی بڑبڑائی

اک دم میں ہوا تمام لشکر
نصف آدمی اور نصف پتھر

پورا ہوا اوسکا جب کہ جادو
سرور کمال ہو وہ بد خو

بولی کہ اماں ہے آج کی شب
کل ہو گا تباہ قافلہ سب

کھٹکہ یہ سخن گئی وہ گھر کو
سر پیٹ کیا بہت سے رو رو

ہو جیگا مگر خدا مددگار
کل ہو نہ ہو اوسکی راہ میں خار

تھا مہرنگار کے پدر کا
شاگرد رشید ایک لڑکا

گذرا کہیں اوس طرف سے ناگاہ
دیکھا کہ تمام خیل و خرگاہ

دیا نار میں آدھے آدمی پتھر
ہر ایک تھا بیکلی سے مضطر

حیران ہوا دیکھکر سبھوں کو
کہنے لگا دل میں مضطرب ہو

کیونکہ ہوئی اس طرح سے پتھر
پتھر پڑا انکے سر پہ کیونکر

اون آدمیوں کے پاس آیا
پردہ رخ راز سے اوٹھایا

وہاں نکلا ہر ایک جان پہچان
پر اس قدر اوسکو تھا نہ امکان

جو آفت سحر کو مٹا لے
پتھر سے پھر آدمی بنا لے

آگاہ ہو سب کی داستان سے
بھاگا وہ بزور سحر وہاں سے

اور سر کو اپنے جلد لایا
ماتم کدہ اوسکو وہ دکھایا

زاہد نے کیا جو اک اشارا
گھل کر ہوا موم سنگ خارا

پتھر سا جو پا بہ گل گڑے تھے
ثابت قدمی سے وہاں اڑے تھے

اوس بند گران سے ہو کر آزاد
پاس اوسکے آئے اور ہو شاد

زاہد نے وہ سحر سب بگاڑا
شہپال کو مار کر اوجاڑا

قفل در سحر جب کہ ٹوٹا
سب لشکریوں نے مال لوٹا

وہ نقش پھر اوسکے ہاتھ آیا
اپنا اوسے حرز جان بنایا

دے جملہ نقوش کر لیے یاد — تھے جتنے کہ اوس مین سحر ارشاد

اس طور نجات وہان سے پا کر — راہی ہوا پھر بنام لشکر

لا کشتی مے شتاب ساقی — سیر عالم آب کی ہے باقی

جدا ہونا سب کا بسبب ٹوٹنے جہاز کے اور پھر ملاقات ہونی انجمن آرا سے

یون رہرو خانہ دلاور — ہے سحر کلام میرا شناور

صحرا سے بحر پہ عنان تاب — لشکر وہ چلا نظیر سیلاب

اون سب کا جہان مقام ہوتا — بستی جنگل کا نام ہوتا

اک روز وہ نوجوان سرکش — دریا کے قریب تھا فرو کش

ناگاہ کچھ اوسکے دل مین آئی — کشتی وہین سیر کو منگائی

بیٹھا وہ عزیز شاد و خرم — دائین بائین تھے دونون ہمدم

کشتی کا اوٹھایا جب کہ لنگر — پیدا ہوئی ایک باد صرصر

ملاحون نے ہاتھ پیر مارا — لیکن نہ ملا اونھین کنارا

کشتی ہوئی آبگینہ سان چور — آپس مین ہوا ہر ایک مہجور

گردون کا فقط یہ شعبدہ تھا — شہزادہ لگا کنارے جیتا

پانی کا سکان جب ہوا دور — بستی کی طرف چلا وہ رنجور

وہان راہ مین ایک پیر دہقان — دیکھ اوسکو ہوا بہت پریشان

بولا کہ نہ اتنا ہو مکدر — یہان ایک ہی کوہ سنگ مرمر

مغرب کی طرف یہان سے کچھ دور — ہے وہ مطلب برار مشہور

جوگی ہے وہان پر ایک ساکن — صاحب تاثیر صاف باطن

لاریب اگر خدا نے چاہا — رکھے ترے زخم پر وہ پھاہا

بیچارہ چلا اودھر باندوہ — ہاتھ آیا جب اوسکو دامن کوہ

دیکر دل زار کو دلاسا — لپکا اوپر کو شعلہ آسا

پہونچا جو وہان وہ کان ماتم — پایا نہ کہین نشان آدم

چل پھر بہت اوس مقام پر کی — تب اوسکو ملا مقام جوگی

وہ بادۂ معرفت کا مسرور — تھا غار مین باجمال پرنور

آتے اسے دیکھ سر اوٹھایا — شفقت سے بلایا اور بٹھایا

بولا نہ ہو غم سے تو پریشان — ہے مرہم زخم سینہ ریشان

دنیا ہے اسی کا نام بیٹا — نازک ہے یہی مقام بیٹا

ثابت قدمی کا ہی یہان کام — کردے گا خدا بخیر انجام

کہتا ہون مین ایک داستان سن — قدرت کی طلسم کا بیان سن

قصۂ برادران توام

جوگی نے کہا کہ اک جگہ پر — تھے ایک پدر سے دو برادر

بھائی تھے وہ دونون توامان زاد — تکلیف غم جہان سے آزاد

دونون مین کمال دوستی تھی — دشوار تھا ہجر ایکدم بھی

چسکا جو شکار کا پڑا تھا — جاتے تھے مدام سوئے صحرا

اک روز گئے شکار کو دور — بن مین رہے دونون شب کو مجبور

تھے چاندنی رات کے جو ایام — بچھا کوئی دم مین ماہ کا دام

بھائی جو بہار چاندنی کی — رہنے کو اوسی جگہ جچا جی

گھوڑون کو درخت سے لگایا — سبزے پر اوسی جگہ بچھایا

بھوکے ہوئے تھے کباب بھونے — کھایا وہین سیر ہو کے دونو نے

نیند آگئی اوسکو جو بڑا تھا — چھوٹے کو کہا کہ آپ سویا

جس پیڑ تلے تھا اونکا بستر — جوڑا کسی مرغ کا تھا اوس پر

دونون بزبان بے زبانی — باہم ہوئے گرم خوش بیانی

کی ایک نے اس طرح سے تقریر — ہے میرے کباب کی یہ تاثیر

اس شب ہو نصیب جس بشر کو — تھوکے وہی لعل پھر سحر کو

پھر تیسرے روز ہو یہی حال — تھوکا کرے عمر بھر وہ ہی لال

گویا ہوا تب وہ دوسرا بھی — تاثیر خدا نے یہ مجھے دی

جو شخص کباب میرا کھائے — کھاتے ہی سلطنت کو پائے

حاسد نے کہا یہ شوخ دیدہ
اس واسطے یہ ہوا گرفتار
بیچارہ دیار دیار سے دور
اقرار خطا کا حسد سے سنکر
اظہار لیا جو اوسکا سارا
آغاز سے نقل کی حکایت
بولا کہ یہ چند روز موعود
اور جھوٹ سے سنگسار کرنا
چمکا جو ستارہ یمانی
قسمت سے ملا جو معدن لعل
اور گوہر شاہوار ناسفت
بھائی سے بھی ہو گئی ملاقات
بولا کہ نہ پوچھیے کشف اسرار
میرا ہوا حسام عمر لبریز
یہ سیکھ لیے مجھے ایک لٹکا
گر یاد رہے سخن رہین گے
مٹی اوسے دی بہت کیا غم
دو دن سے یہ کر آئے دشت تک
آگے جو ذرا قدم بڑھایا
چشمہ تھا اوسی مکان سے جاری
پھولوں سے بھرا نظر پڑا باغ
بنگلہ وہیں تھا سجا سجایا
گلدستہ قریب اک دھرا تھا
چھینکا سر پانی پر بندھا تھا
قطرہ جو ٹپک کر اوس سے گرتا

میرا ہے غلام زرخریدہ
اب آگیا ہے اختیار سرکار
بولا کہ ہوا الم سے مجبور
حیرت میں ہوئی یہ عدل پرور
وہ بھید ہوا تب آشکارا
کی تھی جو اسیر نے روایت
کمتر ہیں بہت شتاب جاکر
کان اسکے قریب پر نہ دھرا
تھا جسکا وہیں لعل و ملی نشانی
مسرور ہوا نہ خوش اقبال
اوس مخزن لعل سے گیا جفت
عمر اونکی ہوئی بسر خوشی سات
کرتا تجھے وہ نہیں خبردار
ہے بار گئے نفس تنک خیز
تو جس میں ہے کہ پاپیش اٹکا
بچھڑے ہوئے شہر سے سب ملین گے
پھر وہاں سے چلا بچشم پرنم
پیدا ہوئی دل میں اوس کے ...
وہاں ایک مکان نظر پڑا آ
لعل آئے اوسی سے بار بگلی
جون سینۂ عاشقاں ہو داغ
اور ایک پلنگ بھی وہاں بچھایا
آدھا تھا سفید سرخ آدھا
تھا اوس پہ بندھا ہوا دھرا تھا
پانی میں وہ لعل بنکے بہتا

کل رات کو اسنے کی تھی چوری
مجرم ہے اوسی کا یہ بھتیجا
بدبخت ہوں زیر آسمان میں
اوس وقت وہ اوٹھی دبکے چپ ہو
جب کان میں لعل کی پڑی بات
تھی بات جو وہ وہاں سے دیکھ
سچا ہے اگر کلام اسکا ہے
دکھلا دے اگر غرض نشر ہے
دعوے ہوا مدعی کا باطل
وہ لعل جو تھا چھپا تہ خاک
اس طور سے مال و جاہ و حشمت
وہ شاہ سریر غیب دانی
پرچشم امید رکھ خدا پر
ہوتا ہوں عدم کو میں روانہ
جس شکل کا دھیان تجھکو آئے
اتنا کہا چل بسا جہان سے
آیا نظر ایک چشمہ تر
آگرا اونی میں یہ کہان سے
تھی چار طرف محیط دیوار
دیوار کو سب اندر وہ عیار
سنسان مگر وہ مکان تھا
تانے ہوئی پاؤں سے دوشالا
سرکا جو دوشالہ آگے بڑھ کر
تھی نہر رواں اوسی کے نیچے
پہنچا تا کہ یہ ہے یہ انجم آرا

پوچھے سے دکھائی سینہ زوری
دیتا ہے جواب اسکا تو کیسا
گردن زدنی ہو ان مگار میں
بلوایا علیحدہ پھر اوسکو
تب باپ کو پاس جا خوشی سات
شہ کو ہوا امتحان منظور
بولا کہ طلسم ہے کام کا ہے
اپنے ہی قریب شہ نے بخشے
قیدی کو ہوئی نجات حاصل
دم میں اوسے خاک سے کیا پاک
حاصل ہوا اوسکو جو حشمت
کر گوش زد اوسکے یہ کہانی
راضی تہ دل سے ہو رضا پر
مجھکو تہ خاک کر کے جانا
صورت وہی اپنی تو بنائے
کی روح نے نقل خاکدان سے
آتے تھے اودھر سے لعل بہکر
نسبت کہو کب ہے بحر و کان سے
اور باب دخول نا پدیدار
بھتیجا جو گیا سب سپاہ دار
نرگس کے سوا نہ دیدبان تھا
لیٹی ہوئی ایک سرو بالا
پائین سے سیکڑوں کیے سر
گر رہا تھا لہو ٹپک کے سر سے
کہنے لگا ہو بہت کس نے مارا

وہ وارث حشمت سلیمان ۔ چڑیون کی زبان کا زبان دان
اس بات کو جان کر غنیمت ۔ کی اونکے شکار کی عزیمت
آواز کا پاتے ہی سہارا ۔ ترکش سے نکال تیر مارا
تھا گرچہ درخت پر اندھیرا ۔ مرغون کو قضا نے پر جو گھیرا
تقدیر سے سیدھی آئی تدبیر ۔ دونون کے لگا وہ ایک ہی تیر
زخمی ہوئے اور زمین پر آئے ۔ اقبال و نصیب ساتھ لائے
مسرور ہو سینے سے لگایا ۔ شاہی کو گمان مین ایک کھایا
اور مخزن لعل کو اوٹھا کر ۔ بھائی کے لیے دھر اچھپا کر
شب بھر رہا آپ ہی نگہبان ۔ تھا اپنے گمان مین شاد و خندان
جب لعل جہان فروز کھا کر ۔ روشن ہوا جب رخ جہان بین پر
بیدار ہوا وہ بخت بیدار ۔ کھائے جو بلے کباب طیار
پر صاف رہا وہ تھا جب علم ۔ کیفیت ماجرا سے لا علم
تھا جسکو گمان سلطنت کا ۔ کچھ دم مین اوسی نے لعل تھوکا
سمجھا کہ رہا شہی سے محروم ۔ بیشک ہوا شکستہ راہ مقسوم
بھائی کو وہ لعل جب کھلایا ۔ اور قصہ شب اوسے سنایا
تشنہ ہوا وہ کمال خوشحال ۔ بولا مجھے دے یہ بے بہا لال
جب جا کے مین اسکو بیچ لاؤن ۔ تو بیٹھے یہان مین جب تک آؤن
لے چلیے اسی جو اپنے گھر کو ۔ شاید کہین فاش یہ خبر ہو
تو حاکم وقت مفت لے گا ۔ کب قیمت حسب حال دے گا
القصہ وہین پر اوسکو بٹھلا ۔ دھر لعل کمر مین وہان سے نکلا
نزدیک تھا شہر پایہ تخت ۔ ہو پہونچا وہان بلدہ جو آن بخت
یون رستہ قدم تھا اوہان کا ۔ جب تک عدم مین شاہ جاتا
دروازۂ شہر پہ جب آئے ۔ باز ایک اوسی جگہہ اوڑ آئے
وہ دام مین جسکے باز آتا ۔ سارا وہی ملک و مال پاتا
اوس روز ہی سانحہ یہی تھا ۔ اس واسطے اوٹھے تھے یکجا
تھی سب کو یہی امیدواری ۔ ہو جائے مجھی کو شہریاری
پر جس کو ازل سے ہو مقدر ۔ ہو سایہ فگن ہما بھی اوسپر
ہاتھ اوسکے ہوا وہ باز پابند ۔ بندے سے بنا نہین خداوند
ایوان شہی مین وہان سے آیا ۔ دل رود و سرود مین لگایا
شب عیش و سرور مین بسر کی ۔ بھائی کی خبر نہ اوسکی گھڑی لی
کی جب کہ تلاش دو پہر روز ۔ ہاتھ آیا نہیں وہ عاقبت سوز
یہ حال ہوا کہ اہل لشکر ۔ تب وہان سے گیا وہ نیک اختر
جاگا تھا وہ نیند آئی اوسکو ۔ بستر پہ اوسی جگہہ رہا سو
سیمرغ وہان پر ایک آیا ۔ پنجے مین پکڑ اوسے اوٹھایا
اوسپا جو ہوا بہت ہوا پہ ۔ وہ صید گرا کنوئین مین چھٹکر
غوطے کئی کھا کے خستہ اوبھرا ۔ اک طاقچہ اوس کنوئین مین دیکھا
پانی کے گزند سے ہوا ایمن ۔ اوس طاق مین جا کیا نشیمن
تقدیر سے جنگل تک جو دن کا ۔ آ کر کہین سے وہین پر اوترا
آگاہ ہو لوگ قافلہ کے ۔ باہر اوسی لائے اوس کنوئین سے
ساتھ اونکے ہوا وہ پاک سینہ ۔ پورا ہوا اور جب مہینا
تھوکا وہان اوسنے دو لال ۔ چھینے کی فکر مین تھی یہ چال
سردار قافلہ دیکھکر جواہر ۔ خورسند ہوا بہت بظاہر
باطن مین ہوا اگرچہ پر خون ۔ جانا کہ ملے پہ لعل گلگون
جب سنگدلی سے لالچ آئی ۔ چوری اوسے لعل کی لگائی
حاکم سے کہا پھر اوسنے اظہار ۔ بیچارہ ہوا وہان گرفتار
تھا پیر وہان کا شاہ کشور ۔ بیٹھا تھا جہان سے دل اوٹھا کر
بیٹی ایک اوسکی تھی جمیلہ ۔ انصاف پسند اور عقیلہ
محرم جو اسیر ہو کے آتا ۔ وہان شحنۂ شہر اوسکو لاتا
سنکر وہ معاملہ کی تقریر ۔ دیتی تھی بقدر جرم تعزیر
لائے اسے لوگ جب پکڑ کر ۔ بیٹھی وہ عقیلہ داوری کو

سر سبز کر دیا اوس جگہہ پر
کانوں میں پڑی جو سنسناہٹ
ہر سمت کچھہ اوسکو تھا نہ کھٹکا
بھونرا بنکر وہاں وہ بیٹھا
پھولوں سے سفید پھول توڑا
گل نے جو کیا سیج کا کام
کرتا رہا ذکر جا بجا کا
پھر ایک وہ سرخ پھول لایا
مرجھایا سموم سے گل تر
اور اپنی بنائی شکل انسان
پھر وہ دونوں بال کر دوکے
حیران ہوا دیکھہ کر شبہ کو
اس وقت تہ سپہر بے مہر
پانی وہیں نہر سے اوٹھا کر
گھبرایا بلا سے ناگہاں سے
تو آپ سے اس چمن میں آیا
کی دیو نے جبکہ ایسی تقریر
سنکر کہا اوسنے جاؤ تم اب
وہ گل چلے چھوڑ کر وہ گلزار
اس ڈر سے کہ پھر نہ کوئی ستائے
ہم جنس یہاں نظر میں آتے

سرہانے پہ ہوا نکال خنجر
لینے لگا جا کے کو آہٹ
زاہد کا پر آ رہا یا کھٹکا
پھولوں میں مثال بو کے بیٹھا
کافی ہوئی سر کو تن سے جوڑا
بستر سے اوٹھی سبک وہ گلفام
جس وقت ہوا گجر کا تڑکا
گلگیر اوسے شمع کا بنایا
بھونرا رہا یوں ہی پلنگ پر
بنگلے کی طرف ہوا خراماں
ایسے رو کہ غش سے سوئے
ٹھہرا وہیں پر وہ تو حش ہو
ہیں قابل دید بے سر و مہر
جھپٹا وہ بانا فلوں کے تھرپر
نکلی نہیں بات کچھہ زباں سے
یا کوئی تجھے سحر لایا
شہزادہ اوٹھا ہوا بغل گیر
جھٹ پٹ بڑھاؤ اپنا مرکب
ہمسر ملکہ کا تھا چھپا غار
طوطے نے اور اوڑی وہاں سے
دونوں وہیں جا کے پہونچے
ساقی مجھے ہے تلاش تیری

اس فکر میں تھا کہ یک اوٹھا شور
سمجھا کہ ہے دیوزاد کوئی
کچھہ بھید ہو جس سے آشکارا
آیا وہ نہیب جب وہاں پر
اوس گل نے عجب گل کھلایا
دیو آدمی زاد بنکر آیا
اوس وقت وہ دیو تیرہ اختر
جھکے پہ وہ سر گیا جب اوپر
جب دور چمن سے ہو گیا خار
جوں دیو طرز دیکھہ پایا
اک دیو سپید اودھر کو آیا
سمجھا کہ میں کوئی غم رسیدہ
شرکت ہی ضرور غم میں اونکے
آنکھیں کھولیں جو ہوش آیا
بولا وہی دیو مجھے مت ڈر
گر ڈر ہو کسی سے میں ہٹا دوں
پایا اوسے مہرباں تو خوش ہو
تائید ہی اوسکے خوش ہوا دل
جوگی سے عمل جو پا تہ آیا
تھی باد صبا سے ہمعنانی
طے کرتے اسی طرح سے منزل
کچھہ تجھکو بھلا ہے یاد میری

جس طور سے آندھی آئے پرزور
شاید نہ کرے فساد کوئی
یہ کون ہے کس نے اسکو مارا
بنگلے میں گیا چمن سے جھک کر
نکہت سی بدن میں روح لایا
میوہ اوسے خشک و تر کھلایا
چلنے لگا اوس جگہہ سے اوٹھکر
اور اوٹھ کر دو شالہ تن رہا سو
باہر ہوا وہ گلوں سے پر جھاڑ
معشوق کو اوس طرح جلایا
دو آدمی زاد سوتے پایا
او ضایع جہان رنج دیدہ
جہاں میں یہاں پایکین کے
بیٹھا سرہانے دیو پایا
کیفیت حال کچھہ بیان کر
گر قید میں ہو تو میں چھڑا دوں
آگہ کیا ماجرا سے اوسکو
لازم ہوا وہاں سے نقل منزل
وہ انجمن آرا کو بتایا
بیت وانہ نیا بنا تھا پانی
تھا فکر تلاش میں لگا دل

ملنا ملکہ مہر نگار اور طوطے کا شاہزادہ سے

ہو کیوں نہ بھلا قلم کا دلخون
کہتے ہیں جہاز جب کہ ٹوٹا
اب مہر نگار کا سنو حال

ایک ایک کا ساتھہ ہاتھہ سے چھوٹا
وہ خستہ دل و الم سے پامال

اونکا وہ حال کہہ سنایا
دریا کے ہزار صدمے سہتی

ہر دم ہے لئے تلاش مضمون
ہجران سے وصال اونہیں دکھایا
اک شہر میں پہونچی بہتی بہتی

اوس شہر کا بادشاہ جو تھا
دیکھا جو غروب ہوتے مہ کو
آفت سے بچایا اوس بیٹے کو
مجبور ہو بولا اوٹھو وہ ناکام
پیدا ہوئی پاس گفتگو سے
دریا سے وہ درج جو ہاتھ آیا
اوس جان امان میں ہو ساکن
اک دن غم دل سے ہو پریشان
حسرت سے زبان پہ لائی ہیہات
آغوش میں آئے کب دلارام
کب لالہ عذار پاؤں اپنا
سن کلمہ درد ناک اوسکا
کس گل کی جدائی کا داغ دل میں
گویا ہوا اتنا بے زبان جب
بیتابانہ بس ہوا اب جدائی
طوطی نے اوسے جو پایا مشتاق
جب نامہ درد اپنا کھولا
ٹھنڈا ہوا تجھکو دیکھکر جی
ہے مجھکو یقین کامل اس پر
لاؤن اوسی پاس تیرے جاکر
دو چار دن اپنے پاس رکھکر
کچھ دن رہا چار سو سبا سیر
اک دن بیٹھا تھا شام ہوتے
باہم ہوئے جب گھڑی سخن ساز
جب مہر نگار کا سنا حال

نکلا تھا یہ قصہ سیر دریا
دن تیرہ ہوا نظر میں شہ کو
پوچھا نام و نشان بیٹے کو
وحشت جسد اب ہے سر تمام
افسردگی پائی گل کی بو سے
لیکر اوسے درج میں چھپایا
سیم ہوئی دہر سے وہ کچھ دن
تھی صحن چمن میں خرامان
کب تک کھینچوں اپنی گل سے بات
ہو سایہ سرو میں کب آرام
کب داغ جگر دکھاؤں اپنا
سے پیدا ہوا کب جا کے اوسکا
کس شمع سے ہے شرار دل میں
وہ سایہ نگار بولا تھی جب
کچھ آئی ختم اوسے کچھ میں آئی
دوری ہوئی اوسکو بہت شتابی
طوطا وہ فسانہ سنکے بولا
اب تو جو ملے گا وہ بھی
اب تک ہو شگفتہ وہ گل تر
خوش اوسکو کروں تجھے ملاکر
دی رخصت جستجوے دلبر
ڈھونڈھا ہر ایک خانہ ویم
وہ اور بھی واں آپہنچے طوطے
نکلا ایک ایک یار دمساز
دونوں ہوئے اس خبر سے خوشحال

پہونچا ہوا اوسی جگہ پر آکی
افسوس کمال و آہ کیا کر
گویا تو گزشتگی بسا تھی
گھر کا نہ پتا نہ کچھ نشان ہے
سمجھا کہ بزرگ خاندان ہے
دل اپنا اوٹھا کر آرزو سے
اک باغ بھی تھا اوسی جگہ پر
دیکھا جو گل اور بلبلوں کو
نکلا مرے دل سے نالہ کیں تا
کب سنبل زلف پیچ کھا کر
طوطا ہمراز جہان عالم
بولا تجھے کون غم ہوا پیش
کس سے ہے خار سر تیرا
تجھکو دکھ کیا ہے ستم تو نے
اب کر پھر آ کر غمگساری
وہ مرغ بشیر اوڑ کر آیا
ہوں میں وہی فتنہ ساز طوطا
بیتاب نہ ہو سنبھال تو دل
رخصت مجھے کر میں جلد جاؤں
بانو کو ہوا ذرا سہارا
القصہ وہ مرغ صاحب رانہ
جنگل کہسار خوب چھانا
تھی شام وہیں لیا بسیرا
ایام ہوا جست کا تذکرہ
جنگل میں بہار ہو گئی رات

شہزادی بھی اودھر کو آگئی اوٹھائی
دریا میں ہوا وہ خود شناور
یہ تھا نہ مقام خامشی بھی
گم اندرون اپنا آشیان ہے
خورشید غبار میں نہاں ہے
رکھا اوسے حفظ آبرو سے
بہلاتی تھی دل وہاں پہ جاکر
رونے لگی غم سے خستہ دل ہو
اس باغ میں ہو بہار کس دن
حلقہ ہو مرے گلے میں آکر
موجود تھا اوس چمن میں اوس دم
کیوں تو ہے برنگ گل جگر ریش
کس یار کے ہجر سے درد سر ہے
دل جلتا ہے تیری گفتگو سے
ہو دل یہ الم سے زخم کاری
مشتاق نے ہاتھ سے چھپایا
اب اوس سے جدا پھر دن ہوں
اس شور و فغان سے کیا ہے حاصل
ڈھونڈھوں کہیں اوسکا پتا لگاؤں
طوطا ہوا اوسکی جی سے پیارا
شادی سے ہوا ہے سند پروانہ
ہرگز نہ لگا کہیں ٹھکانا
جنگل ہوا غمزدوں کا ڈیرا
آیا جو ملے وہ دونوں مہجور
ہو تو ہوئے صبح کو چلے ساتھ

طوطا نہین تھا وہ خضر رہبر
دہان مہرنگار بھی کھڑی تھی
بولا کہ تجھے خبر سناؤن
جی دیتی ہون مین تجھ بدلے
بیکار سمجھ کر اوس گھڑی ذیل
پہونچی خبر اوس گھڑی یہ شہ کو
تحقیق کیا تو پھر کھلا حال
بولا کہ امانت اپنی لیجے
کچھ دن رہا وہان یہ محفل آرا
رخصت ہو چلا وہان سے مسرور

لے ساتھ چلا وہان سے اوڑ کر
شہنے کی طرف نظر پڑی تھی
انعام اگر عوض مین پاؤن
ہے نقد حیات شہ کے بدلے
دونون نے کیا وہ جسم تبدیل
آئے ہرنا چمن مین اپنی دو
خود صاحب جا نہ ہی خوش اقبال
گھر ہے یہ یہان سے چین لیجے
ثروت کا جمایا ٹھاٹ سارا
لے ساتھ وہ دونون ماہ پرنور
گھر چلتا ہون دل مین آ گیا جوش

دونون کو اوسی چمن مین لایا
دیکھا کہ وہ سبز پوش آیا
بولی یہ ہے کیسی اولجھی تقریر
بیچین ہوئی وہ جب کہ زیادہ
مجبور کو لے گلے لگایا
آشفتہ ہوا یہ حال سنکر
تشریف وہان پر آپ لایا
سلطان نے کیا جو لطف کامل
پھر دل نے کہا کہ اب وطن چل
ہے پیر مغان کی تجھکو سوگند
ہو جائے غم سفر فراموش

دکھ درد دونون کے سب مٹایا
پوچھا خبر جناب لایا
جلدی سے مقام پر یہ تاثیر
لایا نہین تاب شاہزادہ
شبنم کو برنگ گل ہنسایا
آیا یہان عجیب طرح پر
مہمانداری سے پیش آیا
شہزادہ ہوا بہت قوی دل
اے شمع سوے انجمن چل
ساقی مجھے سو کر دو خرسند

پہونچنا شاہزادہ کا مع انجمن آرا و ملکہ مہرنگار اور طوطے کے اپنے وطن مین

آتا ہے جو گھر مین شاہزادہ
کی سیر جہان مسافرانہ
آیا جو نصیب یاوری پر
حاصل ہوئی سب جو آرزو تھی
چمکی سر نو سے فوج ساری
ملکہ مہ طلعت انجم آرا
اون سب کا ہوا بخیر انجام

چمکا ادھر ان دونون کا اختر
فرقت کے عذاب سے چھٹا جی
جون آمد موسم بہاری
یکجا ہوئین تینون ماہ پارا
ہونٹھون سے لگا سرور کا جام
ہے ساقیا تیرا لطف سرشار

ملکہ یہ اون سے چین پائی
چھوڑے سب لوگ نا شناسا
اس ٹھاٹ سے جب وطن مین آیا
آپس مین اوٹھا جو پردۂ شرم
اب تیرے کرم سے یا الٰہی
مسرور کیا دکھایا گھر بار

ہر کب سے قلم روان ہو زیادہ
دیکھا نیک و بد زمانہ
چھوٹی ہوئی سب جماعت آئی
گلشن سے چلے نسیم آسا
مان باپ نے بھی سرور پایا
صحبت ہوئی اختلاط کی گرم
انجام بخیر ہو مرا بھی

خاتمہ

صد شکر کہ ذکر بیان عالم
خوش لوگ تھے جن کا نام محو
پھیرا نہ بلا سے منھ کو زنہار
عبرت کا مقام یہ جہان ہے
افسانہ فقط نہ جان اسکو
خمخانۂ عشق کا یہ ہے جام

ہے خلق مین اب تلک نکو نامی
کل راہ مین آ کے پھر ہوا خار
پر عقل و تمیز وہ کہان ہے
سرمایۂ ہوش مان اسکو
مسرور ہو پیکے اے دلارام

کہتا ہون کہ تجھے لوگ جو کیا عزم
بیرنگی حسن پر نظر کر
خوش گذری جو دن وہ مغتنم جان
ہے مخزن عشق لفظ و مضمون
گلزار خیال کا چمن ہے

انجام بخیر کر چکے ہم
چھوڑا نہین ہے بزم یا رزم
دکھلاتا ہے رنگ سو طرح یہ
ہو جاتا ہے دم مین اور سا بات
کر دیتا ہے اہل دل کا دل خون
پر نور یہ شمع انجمن ہے

اس باغ میں ہیں گل معانی
گر دیکھیے لطف سے ہے گلزار
ہوں اہل نظر سے آرزومند
اہل نظر اس کے سب ہوں مسرور
اس راہ میں تو نے جو بنایا
وہ ہے کہ خار جس سے ہو دور
کر ٹک جناب ایزد پاک
تمت

فیضان بہار نکتہ دانی
ورنہ ہے تمام دشت پرخار
پڑھتے ہے جب اسکے ہوں خرسند
حاسد کی نگاہ سے ہے دور
ہے حسن قبول بار الٰہا
دل نشۂ خرمی سے ہو چور
جینے وہ مجھکو شتا اور اک
زینت دہ بزم دوستان ہے

ہے حسن صفات سنبل و گل
پر ہووے اگر نگاہ کامل
عیبوں پہ ستم نظر نہ ڈالیں
ارباب نظر جو خطا و شائیں
ساقی نے کیا جو لطف کامل
فارغ یہاں اب زبان کو تھام
گو غیب کے باغ کی ہیں یہ پھول
نظارگیوں کو بوستان ہے

غنا نہ جا نگر اے بلبل
صحرا سے بھی کچھ ہو لطف حاصل
ہر نیک نہ منہ سے بد نکالیں
مجھکو بھی دعا سے یاد لائیں
سب بادہ ہوا سرور حاصل
منظور تھا جتنا وہ ہوا کام
گلدستہ گر بنا ہے مقبول
بالخیر

خاتمۃ الطبع

انجمن آرایان محفل عیش و سرور کو بشارت ہو کہ اندنوں یہ راح دوا تشنہ لب روح افزا قصۂ محبت انتما سراپا عشق میں بھرا کہ جسکو
اول نثار بے عدیل سخنور نازک خیال نام معروف و مشہور مرزا **رجب علی بیگ** سرور نے بہ نہایت فصاحت و کمال بلاغت
محاورات اردو میں بہ نثر دلچسپ لکھا اور ایسے قصۂ مہر نگار و جان عالم کو کہ فی الواقع از بس نادر و غرائب ہو موسوم بہ
فسانۂ عجائب ہوا اور پھر اوسی معشوقہ ماہ طلعت دل آویز اور نثر فرحت انگیز کو منشی **بھولا ناتھ** صاحب
متخلص بہ **فارغ** نے زیور نظم سے ہمرشت کر کے **فسانۂ عجائب منظوم** نام رکھا احباب کی خوشی سے
کام رکھا سبحان اللہ **فارغ** خوش بیان نے اس حکایت میں مضامین عجیب و غریب کے
دریا بہا دیے تا طالبان جہان کو ہوشیار و خرد کو حظ اوٹھا سکے مطبع **اقبال**
مطلع جناب فیضمآب الالقاب منشی صاحب عالی تبار کوہ تمکین دریا دل گوہر
بحر مروت لعل کان جود و ہمت اخلاق مجسم **منشی نول کشور**
کہ مدام اقبالہ و زاد و جلالہ مقام **کانپور** باہتمام
منشی بشیشر دیال ماہ جنوری ۱۸۷۳ء
میں بار چہارم منطبع ہو کر مطبوع طبایع
عشاق ہوا پسند خاطر
دلدادگان دیار و
آفاق ہوا

CALL ACC. No.

AUTHOR سرور، رجب علی بیگ

TITLE فسانۂ عجائب (منظوم)

Date	No	Date	No.

Maulana Azad Library

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.